

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اکاون واں اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 13 اپریل 2018ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 26 رجب المرجب 1439 ہجری۔

| صفحہ نمبر | مندرجات  | نمبر شمار |
|-----------|--|-----------|
| 03        | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔  | 1         |
| 04        | وقفہ سوالات۔   | 2         |
| 07        | توجہ دلاؤ نوٹس۔  | 3         |
| 13        | رخصت کی درخواستیں۔   | 4         |
| 14        | قرارداد نمبر 142 منجانب: محترمہ شمینہ خان صاحبہ، رکن اسمبلی۔                           | 5         |
|           | مشترکہ قرارداد نمبر 149 منجانب: محترمہ شمینہ خان صاحبہ اور محترمہ کشور احمد جنگ صاحبہ، | 6         |
| 17        | اراکین اسمبلی۔   |           |
| 21        | قرارداد نمبر 160 منجانب: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب، رکن اسمبلی۔                     | 7         |
| 23        | قرارداد نمبر 164 منجانب: جناب محمد خان لہڑی صاحب، رکن اسمبلی۔                          | 8         |

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

ڈپٹی اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 13 اپریل 2018ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 26 رجب المرجب 1439 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کویٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ مَابًا ۝ اِنَّا اَنْدَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ۝

یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يَلْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۝

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النبا آیات نمبر ۳۸ تا ۴۰﴾

ترجمہ: جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمن نے اور بولا بات ٹھیک۔ وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ۔ ہم نے خبر سنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والے کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا سکے ہاتھوں نے اور کہے گا فرسی طرح میں مٹی ہوتا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 352 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سوال نمبر۔ 352

میڈم اسپیکر: چونکہ P&D ڈیپارٹمنٹ سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ تو زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ جو question میں نے raise کیے تھے، اُس وقت اور گورنمنٹ تھی اور ابھی گورنمنٹ change ہو گئی۔ اسمیں میں نے question کیا تھا صرف PSDP قلعہ عبداللہ کے تین حلقوں میں جو 3 ارب روپے کی اسکیمات دی گئی ہیں۔ آپ اسکا جواب دیکھ لیں انہوں نے یہ تسلیم بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم! آپ نے اجازت دی ہے کہ نہیں؟

میڈم اسپیکر: نہیں میں ابھی اُن سے یہی کہیں رہی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم اسپیکر! معزز رکن جو سوال کر رہا ہے جواب دینے والا نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جو جواب لکھا ہوا ہے اس پر میں بات کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ ابھی اس لیے نہیں کر سکتے کہ جواب دینے والا کوئی نہیں

ہے۔ concerned منسٹر نہیں ہیں اور سی ایم صاحب کے پاس یہ portfolio ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ٹھیک ہے۔ ابھی آپ اسکو defer کریں گے؟

میڈم اسپیکر: آپ کیا چاہتے ہیں آپ بتائیں؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اس پر اگر میں اتنی بات کروں کہ وہ جو question

answer آیا ہوا ہے اُس پر بات کروں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اس پر آپ کے پاس دو choice ہیں یا تو defer کروانا چاہتے ہیں تو میں کر دوں یا آپ

اسے، ویسے ہی واپس لیتے ہیں questions ختم کرادیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں question ختم کر لوں گا۔ لیکن میں اپنے تحفظات تو بیان کر لیتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں تحفظات کر نہیں سکتے۔ concerned یہ محکمہ چیف منسٹر کے پاس ہے، وہ نہیں ہیں۔

- انجینئر زمر خان اچکزئی: میں اس کے بعد point of order پر۔
- میڈم اسپیکر: کیونکہ اُس کا جواب ابھی کوئی دینے والا ہے نہیں۔ تو پھر ہم تو نہیں دیں گے آپ کو۔
- انجینئر زمر خان اچکزئی: چلو point of public importance پر کر سکتا ہوں۔
- میڈم اسپیکر: نہیں اس پر نہیں ہو سکتا، آپ پہلے اس وقت question and answer کا بتادیں۔
- انجینئر زمر خان اچکزئی: اس کے بعد۔
- میڈم اسپیکر: نہیں آپ پہلے اس کا بتائیں، آپ سمجھتے ہیں کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسکو defer کر دوں یا آپ چاہتے ہیں کہ واپس ختم کر دیں سیکرٹریٹ سے؟
- انجینئر زمر خان اچکزئی: نہیں اسکا status change کر دیں، تو اسکو میں ختم کر دوں گا۔
- میڈم اسپیکر: آپ کوئی point جو بھی بات کرنا چاہیں وہ public importance پر یا point of order پر آپ end میں بات کر سکتے ہیں، ابھی نہیں۔ ابھی آپ صرف ان سوالات کے بارے میں۔ چونکہ اب تسلی ہے آپ کی آپ نہیں چاہتے ہیں کہ اسکو continue کریں آپ بتائیں؟
- انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم! میں اسکو ابھی کیا continue کروں کون مجھے جواب دے گا؟
- میڈم اسپیکر: آپ کے جتنے بھی سوالات ہیں یا سی ایم صاحب کا آپ انتظار کرنا چاہتے ہیں؟
- انجینئر زمر خان اچکزئی: اس question کو ٹھیک ہے۔
- میڈم اسپیکر: صرف اس question کو یا باقی سارے questions بھی سی ایم صاحب کے ہیں۔
- آپ کا سوال نمبر۔ 353

☆ 352 انجینئر زمر خان اچکزئی، رکن اسمبلی: 25 ستمبر 2017 کو نوٹس موصول ہوا۔

26 اکتوبر، 11 دسمبر 2017 اور 15 مارچ 2018 کو نوٹس شدہ

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ کیا یہ درست ہے کہ سال 2017-18ء کی PSDP میں ضلع قلعہ عبداللہ کے تینوں حلقوں میں مختلف سیکٹرز کی اسکیمات کیلئے کم و بیش تین ارب کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مختص کردہ رقم کی حلقہ وار تفصیل مع PSDP نمبرز کے دی جائے اور اگر جواب نفی میں ہے تو حلقہ پی بی۔ 12 کے ساتھ امتیازی سلوک برتنے کی وجہ بھی بتلائی جائے۔ نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مختص کردہ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم پلاننگ کمیشن آف پاکستان کی ہدایات و سفارشات کی روشنی میں ایک فارمولے کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔

اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2017-18ء کی PSDP میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم کس فارمولے اور قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں لائی گئی ہے حوالہ جات کے ساتھ تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

یہ درست ہے کہ مالی سال 2017-18ء کی PSDP میں ضلع قلع عبداللہ کے تینوں حلقوں میں مختلف سیکٹرز کی اسکیمات کیلئے کم و بیش تین ارب کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور مختص کردہ رقم کی تقسیم پلاننگ کمیشن آف پاکستان کی ہدایات و سفارشات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ نیز فنڈز کی تقسیم sectorial preferences اور پی اینڈ ڈی کے criteria کے مطابق کی گئی ہے کی تفصیل نیز ضلع قلع عبداللہ کی اسکیمات کی تفصیل بھی آخر پر منسلک ہے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: اس question کو defer کر لیں، صرف اس question کو جو 352 ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: next جب ٹائم آریگا ہی نہیں، میں کس سے؟ ابھی تو ٹائم ہے ہی نہیں مجھے کون جواب دے گا؟

میڈم اسپیکر: اچھا! انجینئر زمر خان اچکزئی کا سوال نمبر 352 جو ہے next session کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ زمر خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 353 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: سوال نمبر 353

☆ 353 انجینئر زمر خان اچکزئی، رکن اسمبلی: 25 ستمبر 2017 کو نوٹس موصول ہوا۔

26 اکتوبر، 11 دسمبر 2017 اور 15 مارچ 2018 کو منظور شدہ

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2016-017ء اور 2017-018ء کی PSDPs میں Special

Development Initiative Program of CM and Governor کے تحت Rs

1000M اور Rs 3500 M کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو گورنر جو وفاق کا نمائندہ ہے اور عوامی عہدہ نہیں رکھتا کیلئے PSDP میں فنڈز کی مختص کن قانونی و آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کی گئی ہے اور مذکورہ پروگرام کے تحت اسکیمات کی نشاندہی کس طریقہ کار کے تحت کی جاتی ہے نیز 2016-017ء کے دوران شروع کیے گئے منصوبوں کی

تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

ہاں یہ درست ہے کہ مالی سال 2016-17ء اور 2017-18ء کی ترقیاتی پروگرام میں Special Dev Initiative کے تحت فنڈز مختص کئے گئے۔ جو کہ خالصتاً مفاد عامہ کے ترقیاتی منصوبوں کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں جس کی توسیع صوبائی کابینہ اپنے اجلاسوں میں کرتی رہتی ہے۔ کابینہ کی توسیع کی کاپیا آخر پر منسلک ہے۔

Special Development Initiative پروگرام کے تحت وزیر اعلیٰ اور گورنر کیلئے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے جاتے۔ جو کہ تمام محکمانہ قواعد و ضوابط کے بعد منظور کئے جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ اور گورنر اسکیمات کی نشاندہی نہیں کرتے۔ بلکہ صوبہ کے دور دراز علاقوں کے عوام وزیر اعلیٰ اور گورنر سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنے مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ اور گورنر صاحب مختلف محکموں کو ان مسائل کی روشنی میں سفارشات / ہدایات بھیجتے ہیں۔

2016-17ء کی ترقیاتی اسکیموں کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم اسپیکر: اسی طرح چونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں 354، 355 اور 356۔ انکے بارے میں بتائیں؟

انجینئر زمر خان اچکزئی: اس کو میں close ختم کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اچھا! ٹھیک ہے۔ چونکہ زمر خان اچکزئی صاحب کو محرک ہیں وہ اپنے سوالات close کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت تمام سوالات کو ختم کیا جاتا ہے۔ 352 کو defer کیا جاتا ہے اگلے اجلاس کے لیے۔

میڈم اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔ جناب ولیم جان برکت صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم! آپ نے سارے question close کر دیئے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ نے یہی کہا کہ آپ نے سارے کرنے ہیں سوائے 352 کے۔ ابھی رولنگ آچکی ہے، زمر خان صاحب اس پر۔ جی ولیم جان برکت۔

جناب ولیم جان برکت: توجہ دلاؤ نوٹس: کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17 دسمبر 2017ء کو میتھو ڈسٹ چارج کوٹہ میں دعائیہ تقریب کے دوران رونا ہونے والے دہشتگردی کے واقعہ میں، جس میں مسیحی اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے اور دیگر 10 افراد جان بحق اور 60 کے قریب زخمی ہوئے تھے۔ مورخہ 2 اپریل 2018ء کو مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے چار افراد کو شاہ زمان روڈ کوٹہ میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک جان بحق افراد کے لواحقین کی مالی امداد اور زخمیوں کے علاج معالجے اور اس قسم کے

واقعات کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں، تفصیل دی جائے؟

میڈم اسپیکر: جی، یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا ہے، ولیم جان برکت صاحب! آپ کا call attention notice ہے، ہوم منسٹر نہیں ہے۔ آغا صاحب! اگر آپ اُنکے behalf پر، گورنمنٹ کے behalf پر کوئی بات کرنا چاہیں۔ آغا سید محمد رضا (وزیر محکمہ قانون وہ پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بالکل یہ ایک اندوہناک واقعہ تھا اور چونکہ بذات خود میں اس experience سے بارہا گزرا ہوں۔ تو اس کا ایک طریقہ کار وضع ہے کہ شہید ہونے والوں کے لیے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اور پھر دو کیٹیگریز بنائی جاتی ہیں، زخمی ہونے والوں کی۔ جو شدید زخمی ہیں اُنکے لیے الگ اور جو کم زخمی ہیں اُنکے لیے الگ۔ لیکن اسمیں ایک ہمیشہ جو میں نے کہا بذات خود مجھے اس چیز کا experience ہے۔ کسی بیشی اگر ایف آئی آر میں رہ جاتی ہے، اسمیں پھر بہت مسائل اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ناموں کے سلسلے میں make it sure کہ سارے نام ایف آئی آر میں صحیح درج ہوں، hospital میں صحیح درج ہوں۔ compensation حکومت دیتی ہے۔ اور طریقہ کار سا لہا سال سے اسی طرح سے ہے۔ اسمیں کوئی نئی چیز ابھی تک نہیں آئی۔ البتہ میں خود میں خود یہ قرار دانا چاہتا ہوں کہ بعض ایسے زخمی ہیں کہ اُنکی حالت، حالت مرگ سے بھی بدتر ہے۔ تو انکو بھی compensation ابھی دے دیں۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! 17 specifically دسمبر کو جو واقعہ ہوا ہے، اقلیتوں کے مسیحی اقلیتی برادری پر، جو اُس پر، جو دعا ہو رہی تھی۔

وزیر محکمہ قانون وہ پارلیمانی امور: اُس کامیں طریقہ، وہ طریقہ کار میں بتا رہا ہوں اسمیں طریقہ کار یہ ہے کہ شہید ہونے والوں کو۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ وہ تو یہ واقعہ کافی عرصے پہلے کا ہے، تو گورنمنٹ نے اُنکے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟ اور اگر کیے ہیں تو کیا ہیں؟ وہ تو آپ طریقہ کار بتا رہے ہیں، بہت اچھی بات ہے۔ وہ تو سب کے دلوں میں یہی درد ہے۔ لیکن آپ یہ بتائیں گے کہ اُنکے behalf پر۔ یا اگر اسکے جواب کا کیا علم ہے۔

وزیر محکمہ قانون وہ پارلیمانی امور: نہیں میں جواب اُن سے لے کر، کہ اب تک کیا ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

وزیر محکمہ قانون وہ پارلیمانی امور: اس سلسلے میں لواحقین کو بھی چاہیے، میں نے کہا کہ کاغذات مکمل کر کے دیں۔

تاکہ پھر اُن کو compensation دیا جاسکے۔ thank you

جناب ولیم جان برکت: گزارش یہ ہے کہ اس وقت تک کارروائی مکمل ہو چکی ہوئی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب ولیم جان برکت: چار ماہ گزر چکے ہیں تقریباً 15 مریض آغا خان اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ انہوں نے اپنی جمع پونجی خرچ کر کے اپنے علاج کو جاری رکھا ہوا ہے۔ حکومت کی بے حسی یہ ہے کہ ابھی تک اُس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسکے ساتھ ساتھ آپ سب نے باقاعدہ وہ ویڈیو دیکھی ہوگی کہ یہ دہشتگرد باقاعدہ دیوار پھلانگ کر کے اندر داخل ہوئے تھے۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم اسپیکر! کیونکہ وہاں کوئی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں ہے ڈاکٹر صاحب تو کافی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: نہیں میری نہیں، ہم دیکھیں ناں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: ہم سمجھتے ہیں کہ جو نقطہ لایا ہے، وہ ایک بنیادی نقطہ ہے، compensation دیا ہے کہ نہیں؟ اب طریقہ کار کا تو سب کو پتہ ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: اگر سرکار interested نہیں ہے تو why should we ہم سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ سوالوں کے جوابات ہیں نہ call attention کا جواب ہے۔ تو اس سے تو میرے خیال میں آپ دیکھیں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں تو بار بار انکو ہدایت کر چکی ہوں۔

جناب ولیم جان برکت: میڈم! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: ولیم صاحب! آپکا point بہت اہم ہے۔ اور یقیناً یہ ایک بڑا ہی دردناک واقعہ ہوا ہے اور جس کے جو مریض ہیں اگر انھیں ابھی تک نہیں ملا ہے۔ لیکن concerned minister نہیں ہے کہ ہمیں صحیح جواب مل سکے۔ تو اُس میں یہ ہے کہ میں آپکے، اگر اس طرح سے کر لیں چونکہ ابھی آپکے ممبران بھی ناراض ہو گئے۔ تو میں یہ کہتی ہوں کہ اگر اسکو ہم 16 کے لیے رکھ لیں تاکہ انکو پابند کریں جو منسٹر ہیں وہ آئیں اور آپکا جواب دے دیں۔

جناب ولیم جان برکت: میڈم! بالکل درست ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you

آغا سید لیاقت علی: کورم پورا نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

آغا سید لیاقت علی: کورم پورا نہیں ہے میں نشاندہی کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: کورم پورا نہیں ہے؟ سیکرٹری صاحب! ذرا count کریں، bells بجائیں کورم کیلئے۔

(5 منٹ کے لیے کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

میڈم اسپیکر: ولیم صاحب کو بلا لیں۔ بگٹی صاحب! یہ ایک call attention notice ولیم جان برکت

صاحب کی طرف سے آیا ہے جو last page پر لگا ہوا ہے۔ یہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے تھا، تو اسی پر انہوں نے کہا کہ جواب دینے والا نہیں ہے۔ تو پھر وہ لوگ نکل گئے۔ ابھی چونکہ کورم پورا ہو گیا ہے اگر آپ اس کا جواب دے دیں، ولیم جان برکت صاحب کا ہے۔

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ call attention notice بڑے

importance کا ہے۔ جو Honorable colleague نے یہاں دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکے دو جڑو

ہیں۔ ایک compensation ہے۔ میڈم اسپیکر! اس august Hall کو اور موجودہ اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل

ہے کہ ہم نے victim of terrorism کیلئے ادھر ایک قانون سازی کی تھی۔ اور اس قانون سازی کے مطابق

جو بھی اس کا procedure ہے وہ ڈپٹی کمشنر compensation committee کی ایک میٹنگ کرتا ہے۔

اور مجھے کیونکہ exact اس وقت نہیں پتہ کہ وہ فائل کہاں ہے۔ لیکن میں آنریبل ممبر سے چیئر میں ابھی مل لوں گا تھوڑی

دیر میں اور انکو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو ہماری compensation policy ہے۔ اس کے مطابق ان لوگوں کو

compensate کیا جائیگا۔ جو delays اُس میں ہوتی ہیں۔ وہ زیادہ تر succession certificates

کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میڈم اسپیکر! because بہت سارے لوگ وارث بن کر آجاتے ہیں۔ تو اُسکی وجہ سے

delay ہوگا otherwise۔ اس طرح کے معاملات کو pending میں نہیں رکھا جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر: ولیم صاحب! آپ بات کر لیں۔ کیونکہ آپ جب بات کر رہے تھے آنریبل منسٹر نہیں سن سکے

تھے۔ جی۔

جناب ولیم جان برکت: بات یہ ہے کہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہمارے تقریباً پندرہ زخمی آغا خان اور

لاہور میں زیر علاج ہیں۔ انہوں نے اپنی جمع پونجی ساری خرچ کر دیں۔ غریب لوگ ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے

چار ماہ گزر گئے کچھ بھی ابھی تک نہیں ہو سکا۔ process بہت لمبا ہے۔ اسمیں جو ہمارے علم میں آیا ہے کہ تقریباً دو

کروڑ کے قریب۔ بلکہ اس سے زیادہ amount وہ فیڈرل گورنمنٹ نے جو اعلان کیا تھا۔ وہ ڈپٹی کمشنر کے پاس

آچکی ہے۔ اُسکو بھی ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا یہ وفاقی حکومت کی جوا مداد ہے۔ اسکے علاوہ جو میری گزارش ہے میڈم! وہ یہ ہے کہ آپ سب نے ویڈیو پر دیکھا ہوگا ہمارے معزز منسٹر صاحب نے بھی، کہ جو دہشتگرد تھے وہ باقاعدہ دیوار پھلانگ کر کے اندر داخل ہوئے۔ اور اس کیلئے PC-1 بنا۔ اور جو چرچ کے اندر کا حصہ تھا وہ تباہ ہو گیا۔ لیکن ہم نے اپنے لوگوں کے مورال کو اونچا رکھنے کیلئے اپنی مدد آپ کے تحت اُسکو بہتر کیا۔ اور عبادات کا سلسلہ ہم نے شروع کیا within a week۔ اور آج تک جاری ہے۔ لیکن بد قسمتی دیکھئے کہ چار ماہ گزر گئے ہیں۔ نہ اُس دیوار کو اونچا کرنے کے بارے میں سوچا گیا نہ چرچ کے اندر مرمت کا کام شروع کیا گیا ہے۔ تو اس سے زیادہ بے حس اور کیا ہے؟ جبکہ اس سے ایسے سانحات کہیں جگہوں پر ہوئے ہیں۔ اور within a week یا two weeks کے بعد وہاں کام باقاعدہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور آپکے علم میں ہے کہ دو اپریل کو ایک اور سانحہ ہوا ہے۔ جس میں چار لوگ مَرے ہیں۔ اگر اسی طرح یہ سلسلہ رہا اور سیکورٹی کے مسائل کو حل نہ کیا گیا تو ہمیں خدشہ ہے کہ یہ مسائل اور زیادہ بڑھیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی ہٹی صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: It is not directly related with me یہ جو دیوار اور PC-1 ہے۔ لیکن میں آنر ایبل ممبر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری کوئی discrimination نہیں ہے کہ کسی ایک سوسائٹی کے ساتھ یہ دہشتگردی کی جنگ میں بھی we have lost more than sixty thousands people اور پاکستانی اُس میں شہید ہوئے ہیں۔ باقی میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ میں انکے ساتھ جاؤنگا، چرچ visit بھی کرونگا۔ جہاں یہ کام procedural lays میں ہیں۔ Bureautic hurdles میں ہیں۔ I assure you Sir کہ میں آپکے ساتھ جاؤنگا۔ اور صبح بکل تو میں بھی ادھر نہیں ہوں۔ اور ویسے بھی چھٹی ہے۔ Monday کو اگر آپ صبح میرے پاس آئیں گے۔ میں آپکے ساتھ جا کر یہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جہاں تک اُن چار شہداء کی بات کیجا رہی ہے۔ میڈم اسپیکر! وہ ابھی معاملہ investigation میں ہے۔ جو بعد میں ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے۔ تو اُس میں کچھ personal limit ہے۔ لیکن though this is our responsibility. our responsibility. لوگ تو شہید ہوئے ہیں۔ لوگ تو مارے گئے ہیں۔ تو ہم اپنی ذمہ داری سے مبرا بالکل نہیں ہیں۔ انکو compensate بھی کریں گے۔ اور جہاں جو بھی مسئلہ ہوگا۔ عیسائی برادری ہو یا ہمارے باقی اقلیتی لوگ ہوں۔ میں انشاء اللہ حاضر ہوں میں ولیم صاحب کے ساتھ جاؤنگا Monday کو انشاء اللہ۔

میڈم اسپیکر: ولیم صاحب! جی۔ سردار صاحب! ابھی چونکہ call attention notice پر ہم بحث

نہیں کر سکتے۔ صرف محرک ہی بات کر سکتا ہے۔

جناب ولیم جان برکت: شکر یہ ادا کرتا ہوں معزز وزیر صاحب کا اُنکے تعاون کیلئے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ وہ اس مسئلے کو حل کرنے میں بخوبی اپنا کردار ادا کریں گے۔

میڈم اسپیکر: تو ابھی یہ ہے کہ call attention notice پر آپ کی تسلی ہے؟ آپ چیمبر میں بھی بات کر لیجئے۔ وہ خود آئریبل ممبر کہہ رہے ہیں کہ میں جاؤنگا۔ جا کرو ہاں ساری چیزیں دیکھونگا۔ تو میرے خیال میں اسے نمٹا دیا جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیران: اسپیکر صاحبہ!

میڈم اسپیکر: میں اسکو ذرا روٹنگ دے دوں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میں ایک پوائنٹ کی نشاندہی ہوم منسٹر کو کر دیتا ہوں۔ یہ جو 2013ء کے الیکشن ہوئے۔ دوران الیکشن میرے علاقے میں دہشتگردی ہوئی۔ ایک ہسپتال اور دو اسکول جو پولنگ اسٹیشن کے طور پر ہم استعمال کرنا چاہے تھے اُنکو بارود لگا کر اڑا دیا گیا ہے۔ اُنکو معلوم ہے۔ day one سے میں نے اُسکی نشاندہی کی۔ ڈھائی سال ایک CM کی گورنمنٹ تھی دو سال دوسرے کی۔ ابھی تیسرا CMI بیٹھا ہوا ہے۔ تو میری ہوم منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ اُسکو priority basis پر کم از کم اُنکی repair یا جو بھی ہے ایک پالیسی کر دے کہ جہاں جیسے انہوں نے چرچ کی نشاندہی کی ہے۔ اسی طریقے سے اسکول ہے یا ہسپتال ہے جو destroy ہوئے ہیں۔ اُن کیلئے ایک پالیسی اور ایک CM on behalf ہوم منسٹر بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارے سینئر منسٹر گیلا صاحب بیٹھے ہوئے ہے C&W اُنکے پاس ہے۔ ایک priority میں اُنکی repair یا جو چرچ ہے یا جہاں بھی destruction ہوتی ہے تو وہ اُس کیلئے ایک پالیسی کا مہربانی کر کے یہ کر دیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: again سردار صاحب نے بہت important چیز کی طرف نشاندہی کی ہے۔ کیونکہ اب ہم دوبارہ الیکشنز کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن دل خوش ہو مسجد ویراں کو دیکھ کر۔ میرے اپنے بہت سارے اسکول تباہ ہوئے تھے، وہ ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ تو اس کیلئے کوئی پالیسی کی بات ضرور کریں گے۔ اور آپ بھی تھے آغا صاحب! ادھر تو پانچ سال سے بند ہے۔۔۔ (مداخلت) جی آپ بھی تھے آپکے دوست بھی تھے۔ پانچ سال رہے ہیں۔ آپ ابھی ایک مہینہ ہوا ہے ادھر گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you۔ جناب ولیم جان برکت صاحب کا توجہ دلاؤ ٹوٹس جو ہے وہ

منٹا دیا گیا۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوفہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد خان لاٹو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان صاحب نے بذریعہ فون نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب بذریعہ فون کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: محترمہ شمینہ خان صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 142 پیش کریں۔ شمینہ خان صاحبہ چونکہ نہیں ہیں۔

ڈاکٹر شمس اسحاق بلوچ: اگر وہ آجاتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔ چونکہ وہ چیمبر میں ہیں تو پھر وہ یہاں کیوں نہیں آرہی ہیں؟ شمینہ خان صاحبہ آگئی ہیں۔ سیکرٹری صاحب! شمینہ خان صاحبہ کی سیٹ انہیں بتائی جائے۔ سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں، آپ کو۔

محترمہ شمینہ خان: شکریہ میڈم اسپیکر۔ قرارداد نمبر 142۔ ہر گاہ کہ صوبائی دارالحکومت کوئٹہ شہر میں قائم نجی ہسپتالوں اور کلینکس کے اوقات کار، فیس اور چارجز کیلئے کوئی قواعد و ضوابط تاحال مرتب نہیں کیئے گئے ہیں۔ اس لیے ان ہسپتالوں اور کلینکس کی انتظامیہ اپنی مرضی کی فیس اور دیگر چارجز مریضوں سے وصول کرتی ہے جو کہ نا صرف ایک لمحہ فکریہ ہے بلکہ حکومت کی توجہ کا متقاضی بھی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبہ، بالخصوص کوئٹہ شہر میں قائم نجی ہسپتالوں اور کلینکوں کے اوقات کار، فیس اور چارجز کی بابت قوانین وضع کرے تاکہ صوبے کے عوام کو سستی اور فوری علاج کی سہولیات بہم پہنچائی جاسکیں۔

میڈم اسپیکر: قرارداد 142 پیش ہوئی۔ محترمہ! کیا آپ اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی؟

محترمہ شمینہ خان: شکریہ میڈم اسپیکر۔ چونکہ اس پر پہلے ہم لوگ کام کر چکے ہیں۔ اس پر پوری ایک میرے خیال میں قانونی کارروائی کی ضرورت ہے کہ جو ڈاکٹرز جن hospitals میں کام کرتے ہیں۔ انہی hospitals میں انکے کلینکس بھی انکو provide کیئے جائیں۔ بجائے اسکے کہ وہ پرائیویٹ کلینکس میں بیٹھیں۔ اور ہر ایک کے اپنے چارجز ہیں اسکے لیے کوئی رولز نہیں ہیں۔ تو اس پر میرے خیال میں کام شروع تھا لیکن اب تک کوئی قانون نہیں بنا ہے۔ آئیں یہاں میں حکومت سے یہ سفارش کرونگی کہ اس حوالے سے قانون سازی کجائے۔ اور فی الوقت اس طرح کا کوئی executive notice دیا جائے کہ یہ جو پرائیویٹ کلینکس ڈاکٹرز چلا رہے ہیں۔ تو ہماری public کی income کے مطابق انکی فیسوں کا کوئی criteria، معیار رکھا جائے۔ تاکہ ہمارے غریب عوام کو دقت نہ ہو۔ کیونکہ شام کے وقت میں آپکے سرکاری hospitals بھی نہیں ہوتے ہیں۔ چونکہ سرکاری ہسپتالوں کے صبح کے اوقات میں بھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ایسی ایمر جنسی ہو جاتی ہے کہ آپکو میڈیکل کی سہولت لینے کی ضرورت پڑتی ہے تو آپ پھر اس دوران پرائیویٹ کلینکس میں جانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور وہ انکی فیس چونکہ آسمانوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہے۔ اور ہمارے غریب عوام کو اس میں دقت ہوتی ہے۔ تو اس بارے میں گورنمنٹ کوئی action لے۔ thank you

میڈم اسپیکر: Ok۔ جی ڈاکٹر صاحبہ! آپ اس پر بات کرنا چاہیں گی۔ جی please

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: thank you Madam Speaker محترمہ شمینہ خان جو قرارداد لائی

ہیں وہ واقعی ایک اچھی قرارداد ہے۔ بلوچستان کی جو اس وقت صورتحال ہے کہ جو ایم آر آر اور آئی ایم آر کی وہ انتہا کی حد تک پہنچ چکی ہے جو باقی صوبے ہیں انکو دیکھا جائے یا باقی ملکوں کو دیکھا جائے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ایم ایم آر کو اگر آپ explain کریں بہت سے لوگ شاید نہیں جانتے ہیں۔  
 ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جی۔ ماں اور بچے کی اموات جو کہ ہم چھوٹی عمروں میں بچیوں کی شادیاں کر دیتے ہیں۔ اور اُسکے بعد جو اموات ہوتی ہیں وہ انتہائی حد تک ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں اُس کا جو ratio ہے وہ سب سے زیادہ ہے۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو ہمارے ڈاکٹرز ہیں جس طرح ثمنیہ خان نے کہا کہ جس طرح ہمارے ڈاکٹرز ہیں جو کہ ہسپتالوں میں اپنی حاضری کو یقینی بنانے کی بجائے پرائیویٹ کلینکس کی طرف اُنکی توجہ زیادہ ہے۔ اب پرائیویٹ کلینکس میں بھی ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بیٹھیں اُن کا حق ہے۔ لیکن ایک حد تک کہ وہ اپنے ہسپتالوں کی ڈیوٹی کو وہ چھوڑ کے چوبیس گھنٹے اٹھائیں گھنٹے میں گھنٹے میں گھنٹے، حد ہوتی ہے کہ ایک تھکا ہارا ڈاکٹر آخر میں جو مریض اُسکے پاس جاتا ہوگا وہ اُسکو کیا لکھ کے دیتا ہوگا وہ اُسکو کیا prescription دیتا ہوگا وہ اُسکو کیا دوائیاں دیتا ہوگا کہ وہ بچہ ہے وہ بچی ہے یا عورت ہے اُسکو وہ کیا لکھ کے دیتا ہوگا۔ یعنی کہ اگر ایک ڈاکٹر سومریض دیکھتا ہے تو آپ سوچیں کہ اُس ڈاکٹر کی کیا حالت ہوگی اور وہ مریض کی جو باہر بیٹھ کے ڈاکٹر کے انتظار میں ہوگا کہ وہ مجھے prescription لکھ کر دے گا۔ مریضوں کو اس طرح بھی لُٹا جاتا ہے ایکس ریز اور دوائیوں کی مد میں، مثلاً ایک پینا ڈول اگر اسکی حقیقت میں قیمت بتادیں کہ دس روپے دے زیادہ نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ میڈیکل اسٹورز تک پہنچتے ہیں تو وہ اُنکو پچاس اور سو روپے کی گولی پڑتی ہے۔ عوام کو صحت کی مد میں جیسے کہ کھیل کے میدان میں کم ہیں لیکن مریض زیادہ ہیں۔ مریضوں کی حد مقرر نہیں ہے اور فیسوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ ایک ڈاکٹر کو دس سے زیادہ مریض نہیں دیکھنا ہے اور اُسکی فیس ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہو۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم کسی حد تک شاید ایم ایم آر اور آئی ایم آر کو روکنے میں ماں اور بچے کی اموات روکنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی thank you. جی منسٹر ہیلتھ گورنمنٹ کی طرف سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب عبدالماجد ابڑو (وزیر محکمہ صحت): جیسا کہ آپکو پتہ ہے کہ devolution کے بعد ہماری ہیلتھ کی پالیسی نہیں بن پائی۔ تو اُس پر کام چل رہا ہے اور انشاء اللہ آخری مراحل میں ہے۔ تو اُمید ہے کہ اس مہینے کے اختتام تک وہ پالیسی آجائیگی اور اور اسمیں کافی ساری چیزیں ہیں جن کو cover کیا گیا ہے اور اُمید ہے انشاء اللہ یہ جو issues ہیں وہ بھی اس میں cover ہو جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: ابڑو صاحب! اس پر تو ابھی۔ یہ جو ہے میرے خیال میں یہ اپنے آخری روز پر جا رہا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ اس مہینے کے آخر تک اُسکے بعد تو بجٹ سیشن ہوگا۔ تو آپ اس سے پہلے پہلے 24 تک ہے۔ آپ نہیں کر سکتے ہیں اس سے پہلے۔ آپ اس پر پوری توجہ دیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جو

حالات اس وقت ہمارے شہر کے لوگ، مریض face کر رہے ہیں وہ ناقابل بیان بہت تکلیف میں ہیں۔ وزیر محکمہ صحت: انشاء اللہ ہیلتھ پالیسی آنے کے بعد یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب عبدالرحیم زیا توال (قائد حزب اختلاف): شکریہ میڈم اسپیکر! یہ جو قرارداد ہے، ہیلتھ کے حوالے سے۔ ہیلتھ devolve subject ہے۔ اور اسکے حوالے سے قانون سازی لاء اینڈ پارلیمانی امور کے جو منسٹر ہیں، وہ اس پر اپنی تیاری کر کے کہ اسکو کس طریقے سے ہم چلائیں گے۔ واقعتاً کونٹہ شہر میں پرائیویٹ ہسپتال اور ان میں جو مریضوں کی جو حالت ہے اور سرکاری ہسپتالوں میں۔ وہ ہم کس طریقے سے smoothly-run کر سکتے ہیں۔ اُسکے علاوہ پرائیویٹ ہسپتالوں کو دیکھنا ہوگا۔ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور منسٹر ہیلتھ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سب کو بلا کے اور گورنمنٹ کے حوالے سے کس قسم کے قوانین اُنکے لئے وضع کئے جاسکتے ہیں؟ تاکہ اُن قوانین کی پابندی کرتے ہوئے ہیلتھ کے حوالے سے جو سہولیات privately ہم لوگوں کو مہیا کر سکتے ہیں وہ کم سے کم آسان ہو، اتنا مہنگا نہ ہو جو عام آدمی ہم دیکھ رہے ہیں وہ بالکل اسکے لئے ترس جاتا ہے غریب ٹرپ ٹرپ کے مر جاتا ہے لیکن گھر والوں کی یہ استطاعت نہیں ہوتی کہ اسے ہسپتال لے جائیں یا جو یہ بھاری خرچے ہیں پرائیویٹ ہسپتال کے اُنکو برداشت کر سکیں۔ تو اس کیلئے قانون سازی must ہے اور لاء اینڈ پارلیمانی افیئرز کے منسٹر سے کہ وہ ہیلتھ کے ساتھ بیٹھ کے، اسکے لئے باقاعدہ قانون سازی ہوتا کہ یہ مشکل ہماری آسان ہو سکے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you زیا توال صاحب۔ منسٹر ہیلتھ، ابرو صاحب! میں آپ سے کہوں گی کہ please اب ہمارا جو 21 کو اجلاس ہے۔ 21 کو آپ پلیز کوشش کریں کہ اُس میں یہ پالیسی جو ہے، چار یا پانچ دن سے کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ محنت کر کے اس پر لے آئیں اس پر لوگوں کی بڑی امیدیں ہیں کہ کسی طرح یہ گورنمنٹ آپ لوگ کوشش کر رہے ہیں، اچھا کام کرنے کی، دو، تین مہینے میں، لیکن پلیز آپ اسکو جلدی لائیں تاکہ ہم اسی سیشن میں اسکو نمٹا سکیں۔

وزیر محکمہ صحت: میڈم اسپیکر! ہماری کابینہ کی میٹنگ ہونے جارہی ہے۔ تو انشاء اللہ اسمیں فائنل ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: کوشش کریں کہ 21 اپریل کے اجلاس میں یہ ادھر آجائیں۔ ٹھیک ہے؟ میں ایوان سے ابھی اس قرارداد کی منظوری کیلئے پوچھتی ہوں۔

آیا قرارداد نمبر 142 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 142 منظور ہوئی۔

محترمہ شمینہ خان صاحبہ اور محترمہ کشور احمد جنگ صاحبہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 149 پیش کریں۔ جی کشور جنگ صاحبہ۔

محترمہ کشور احمد جنگ: شکریہ میڈم اسپیکر! سب سے پہلے تو میں عبدالرحیم زیارتوال صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں، اپوزیشن لیڈر ہونے پر اور اسکے علاوہ پہلے جس طرح میں گورنمنٹ کا حصہ تھی۔ اب چونکہ میں آج آئی ہوں اسمبلی میں۔ میں نے جو فیصلہ کیا تھا اسکے مطابق میں آج اپوزیشن کی سیٹ پر بیٹھی ہوں۔۔۔ (ڈیک بجاے گئے) اور اپوزیشن کی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد، میں اپنے سی ایم صاحب سے request کرونگی کہ جو ہمارے سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر صاحب ہیں اور ہمارے محترم نواب ثناء اللہ زہری صاحب، انہوں نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلے تھے۔ اور ان سے بھی، جو ہمارے ابھی سی ایم صاحب ہیں ان سے بھی میں یہی request کرتی ہوں کہ وہ اپوزیشن کو لیکر ساتھ چلیں گے اور ہماری حوصلہ افزائی کریں گے۔

میڈم اسپیکر: جی مشترکہ قرارداد نمبر 149 پیش کریں۔

محترمہ کشور احمد جنگ: ہر گاہ کہ صوبہ میں پاسپورٹ آفس کا قیام تو عمل میں لایا گیا ہے لیکن ویزے کی کوئی سہولت فراہم نہیں کی گئی ہے۔ جس کے باعث صوبہ کے وہ لوگ جو بیرون ممالک جانے کے خواہشمند ہوتے ہیں ویزے کے حصول کی غرض سے انکو کراچی، لاہور اور اسلام آباد جانا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ تمام ممالک کے سفارتی مشترکہ تعاون سے صوبہ کے عوام کو ویزے کے حصول میں درپیش مشکلات کے ازالے کے لئے صوبائی دارالحکومت کوئٹہ شہر میں موجود Fedex Gerry's کوریئر سروسز، کوویزوں کے اجراء کے بائیومیٹرک کا اختیار سونپا جائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 149 پیش ہوئی۔ محترمہ آپ اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ کوئی ایک محرک جو بھی کرنا چاہیے۔

محترمہ کشور احمد جنگ: میڈم اسپیکر! جیسا کہ کوئٹہ ہمارا شہر ہے اور یہ صوبائی دارالحکومت بھی ہے۔ اس سلسلے میں یہاں یہ جو قراردادیں نے آج پیش کی ہے۔ یہاں جو کسی بھی شخص کو باہر جانا ہوتا ہے یا ممبران کو یا باہر ہمارے عوام میں سے کسی کو باہر جانا ہوتا ہے تو انکو Gerry's office کیلئے لاہور، کراچی اور اسلام آباد جانا پڑتا ہے اور اس سلسلے میں کافی مشکلات درپیش ہوتی ہیں جو انکو سہنا پڑتی ہیں۔ تو میں وفاقی حکومت کو تو نہیں کہہ سکتی لیکن یہاں کے جو Embassy ہے، ان سے request کرتی ہوں جو یہاں Fedex بنائے گئے ہیں انکا اجراء کیا جائے تاکہ جو لوگ یہاں سے باہر جاتے ہیں انکو جو اپنی بائیومیٹرک کروانا ہوتی ہے وہ کوئٹہ شہر میں یہ سہولت مہیا کی جائے۔ تاکہ وہ جو پریشانی دوسرے شہروں میں جا کے اٹھانی پڑتی ہے وہ نہ ہو۔ اور یہاں ان کو اپنے ہی شہر میں یہ سہولت مہیا کی

جائے۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی کوئی اور اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟ جی آغا لیاقت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! یہ قرارداد ہے اہمیت کی حامل ہے۔ اسلئے بھی کہ چونکہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ اس طرح ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی Embassy ہیں جن جن کی ہمیں ضرورت ہے، ویزوں کیلئے وہ تمام FedEx کے ذریعے سے اسلام آباد میں یہ چارج کرتے ہیں ان FedEx کے ذریعے سے ہم اسلام آباد یا کراچی جاتے ہیں، وہاں سے بھی FedEx کے ذریعے ہی ہمیں ویزہ ملتا ہے۔ اس سے پہلے آج سے کوئی پانچ یا چھ سال پہلے یہاں کوئٹہ میں FedEx کا آفس تھا اور برٹش ویزہ، سعودی ویزہ، جرمن ویزہ اور امریکن ویزہ، وہ FedEx سے یہاں سے ہی وہ کرتا تھا۔ یہاں سے ہی ہم فارم اُنکو submit کرتے تھے اور وہ ہمارے پاسپورٹ لے لیتے تھے پھر ویزہ آجاتا تھا۔ میڈم اسپیکر! بعد میں بائیومیٹرک سسٹم شروع ہوا۔ بائیومیٹرک سسٹم بھی اسلام آباد یا لاہور یا کراچی میں FedEx ہی لیتا ہے۔ اور اس کی وہ زیادہ فیس کوئی دو یا ڈھائی ہزار چارج کرتے ہیں۔ لیکن ہم جب یہاں سے جاتے ہیں وہاں اُنکے پاس ملنے کیلئے تو ہمیں یا تو جہاز کے ذریعے یا بانی روڈ یا ٹرین جس بھی ذریعے سے جائیں تو ہمیں کم سے کم یہ بائیومیٹرک سسٹم، وہ FedEx کے ذریعے ہمیں 20,25 ہزار روپے کا پڑتا ہے۔ تو یہ بہت بڑے اخراجات ہیں اور اب تو سعودی عرب نے بھی یہ شروع کر دیا ہے کہ جی بائیومیٹرک سے اگر عمرے کیلئے بھی کوئی جاتا ہے، تو بائیومیٹرک اُسکو کرنا پڑتا ہے۔ تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے۔ یہ اسمبلی فیڈرل گورنمنٹ سے یہ کہے کہ کم سے کم جتنے بھی وہ Embassies ہیں یا وہ ممالک ہیں جن کے ہاں بائیومیٹرک لازمی ہیں۔ وہ FedEx سے کہیں کہ وہ اپنا آفس یہاں establish کرے اور اس صوبے کے غریب عوام کو یہ سہولت وہاں پہنچائے کہ جو extra payment وہ یہاں سے کراچی یا اسلام آباد یا لاہور جا کر کرتے ہیں وہ ادھری کریں تاکہ یہ بچت اس صوبے کو ادھر ہو جائے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی زمر خان اچکزئی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: قرارداد جو پیش ہوئی اسمیں میں اتنا کہوں گا کہ پاسپورٹ آفس میرے خیال میں اُسکا ویزہ سے کوئی تعلق نہیں۔ باقی جو لکھا گیا ہے وہ صحیح ہے۔ جو Embassies ہوتے ہیں اُنکو direct جو بھی آدمی ویزہ لینے کیلئے جاتے ہیں، تو direct وہ approach کرتے ہیں۔ لیکن یہ جو FedEx اور Gerry's کا لکھا ہوا ہے یہ بھی صحیح ہے۔ یہاں تک اگر میری معلومات میں جو آیا ہوا ہے اُسکے مطابق یہاں FedEx کا تھا یا Gerry's کا جو سیٹلائٹ ٹاؤن میں تھا ابھی بھی موجود ہے لیکن وہ بند پڑا ہوا ہے۔ لیکن اس پر کسی نے توجہ نہیں دی کہ ہمارے لوگوں کو جو مشکلات ہیں اُس پر غور کریں یہ ہماری گورنمنٹ نے اُس کیلئے کوئی بھی آج تک جواب طلبی نہیں

کی ہے کہ یہ کیوں بند ہوا ہے اور اس کے سٹاف کہاں گئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہم لوگ جاتے ہیں کراچی میں یہاں جو کونسلٹیٹ ہوتے ہیں وہ کراچی بلاتے ہیں۔ انہوں نے زون بنائے ہوئے ہیں۔ بلوچستان کے جو بھی ویزہ لینے ہوتے ہیں وہ کراچی جاتے ہیں اور جو پشتونخواہ اور پنجاب کے وہ اسلام آباد جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے کچھ کونسلٹیٹ کراچی میں موجود نہیں ہوتے جس طرح مختلف ممالک کے پھر ہمیں اسلام آباد بھی جانا پڑتا ہے۔ تو اس سے میری گزارش یہ ہے کہ آپ اگر پہلے تو اس پر رولنگ دے دیں کہ یہ آفس کیوں بند ہیں۔ جو اس سے concerned authorities ہیں جس کے اختیارات میں آتا ہے۔ چاہیے وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے یا پاسپورٹ والے ہیں، اُنکے under میں میرے خیال میں نہیں آتا ہے۔ یہ interior جو فیڈرل ہے اُسکے under آتے ہیں۔ اُس سے پوچھ گچھ کریں کہ یہ آفس کیوں بند ہے جو یہاں اُنکے جو قیام انکی منظوری ہے تو کیوں بند پڑا ہوا ہے؟

میڈم اسپیکر: سرفراز بگٹی صاحب! یہ تھوڑا سا آپ سے relate کر رہا ہے یہ تھوڑا سا سن لیں۔ یہ والا پوائنٹ یہ جو بائیومیٹرک اور اُسکے حوالے سے ہے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: interior سے اُنکا تعلق اسلئے ہے کہ یہ جو ہے ہمارے بگٹی صاحب کے اگر knowledge میں آجائیں کہ Gerry's کا جو آفس بند پڑا ہوا ہے۔ اسلئے وہ کم از کم رابطہ کریں وفاق سے اور وفاق سے کہہ دیں۔ میرا خود تھا میں خود بچوں کے ساتھ جا رہا تھا یہ جو بائیومیٹرک ہے اس کیلئے مجھے اسلام آباد جانا پڑا Gerry's کیلئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ وہ کہتا ہے کونٹے میں ہے آفس لیکن وہ بند پڑا ہوا ہے کوئی ہے نہیں پوچھنے والا۔ حقیقت میں یہ بالکل صحیح قرارداد ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کچھ کونسلٹیٹ سے آپ رابطہ کر سکتے ہیں۔ اُسکا کیا طریقہ کار ہے اُسکا اگر آپ پوچھ لیں کہ اگر ایسے Embassies ہیں جو ہمیں کراچی بلاتے ہیں یا اسلام آباد بلاتے ہیں۔ اگر اُن سے رابطہ کیا جائے اگر ہمارے لئے یہاں اگر آسانی بنا سکتے ہیں یہاں ہمارے لئے وہ بائیومیٹرک سسٹم یہاں direct وہ کر سکتے ہیں اسی Gerry's کے through ہیں یا اگر direct جس طرح ہو اُن کو یہ ہدایات جاری کریں کہ ہمارے لوگوں کو آسانی کیلئے یہاں اپنے سینٹر بنالیں اور اُس سینٹر کے through ہمیں اپنا وہ اختیارات دیئے جائیں کہ ہم جو کراچی یا اسلام آباد میں دیتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش تھی پہلے تو اس آفس کیلئے اور دوسرا اُن سے رابطہ کریں۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر شیخ اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ میں سمجھتی ہوں کہ بہت آسان سی بات ہے جس طرح ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے جو لوگ ہیں ظاہر ہے انہیں بائیومیٹرک کے لئے بھی شہر سے دوسرے شہر جانا پڑتا ہے جبکہ پوری دنیا

کے علاوہ ہمارے لاہور میں، لاہور اور کراچی میں ایمپیسس یا کونسلٹ موجود ہیں۔ صرف رہ گیا بلوچستان۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر بلوچستان ایک ویزے کے حصول کے لئے یا بائیومیٹرک کے حصول کے لئے اُسے دوسرے شہر جانا پڑتا ہے تو یا تو اُسے ٹکٹ کرنا پڑے گا یا اُسے کوئی گاڑی کرنی پڑے گی تو یہ مشکلات اُسکے سامنے آئیں گی۔ تو بہتر یہ ہے کہ جس طرح تمام شہروں میں یہ سہولیات موجود ہیں یہاں بلوچستان میں بھی یہ آسانی ان کے لئے کی جائے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی حکومت کی طرف سے بگٹی صاحب آپ اپنی رائے کا اظہار کر لیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! بہت شکر یہ میں سمجھتا ہوں کہ honourable Colleagues کی طرف سے جو قرارداد آئی ہے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور جس طرح بتایا گیا ہے کہ یہاں آفس نہیں ہے اور اگر ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی رول ہو یا فیڈرل حکومت کا کوئی رول ہو تو ہم ضرور اس کو take up کریں گے۔ اور یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے ہم سب کو اسے کرنا چاہئے۔

میڈم اسپیکر: آپ معلومات کر لیں یہ پہلے ہوتا تھا یہ صحیح کہہ رہی ہیں میں خود بھی گئی تھی یہ کافی سال پہلے کی بات ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جی میں معلومات کر کے پھر معزز ممبر کے ساتھ شیئر کر لوں گا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ یقیناً یہ قرارداد اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ہمارے ممبران سمیت تمام بلوچستان کے لوگوں کو ویزے کے لئے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اس قرارداد میں زمرک خان اچکزئی صاحب نے بڑا valid لے کے آیا ہے اس کو amend کرتے ہیں کہ ہر گاہ صوبے میں پاسپورٹ آفس کا قیام تو عمل میں لایا گیا ہے، اس کا یقیناً اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کو amend کر دیں اس کو ختم کر دیں اور ڈائریکٹ ویزے کے حوالے سے جو بھی جملہ آپ نے ڈالنا ہے کہ ویزے کی سہولت فراہم کرنے کے حوالے ہم یہ قرارداد لائے ہیں تو اسمیں ایک مناسب جملہ ڈال دیجئے گا۔ اب میں Fedex اور Gerry's کے جو بھی وہ ہوں گے جو متعلقہ محکمے ہیں میں ان کو بھی، جیسے زیارتوں کے حوالے میں چیئرمین بلاؤں کی کیا وجہ ہے کہ یہاں جو انکے آفس پہلے کام کرتے تھے اب نہیں ہیں اور یقیناً اس پر قرارداد کے ساتھ رولنگ کے ساتھ میں بھیجوں گی Embassies کو جیسے آغا صاحب نے کہا، ان کو لیٹر بھیجوں گی تاکہ اگر کوئی facilitation یہاں دینا چاہتے ہیں بائیومیٹرک کی تو یقیناً یہ ہوگا۔ سب سے اہم بات یہ کہ سی پیک کے حوالے سے یہاں انویسٹرز اور لوگوں کی تعداد وہ آگے بڑھے گی۔ اور جب ہمارے بلوچستان میں سہولت نہیں ہوگی تو یقیناً ہمارے لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ کیا مشترکہ قرارداد نمبر 149 کو منظور کیا جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 149 منظور ہوئی۔ جناب عبدالرحیم زیارتوں کے صاحب، قائد حزب اختلاف آپ اپنی



سالانہ اس طرح سے دیتے ہیں کہ یہ مجھے نہیں لگتا کہ یہ اگلے پانچ چھ سالوں میں مکمل ہوں۔ زیارتوال صاحب نے صحیح کہا کہ موسیٰ خیل اور واشک بلکہ کچھ اور اضلاع ہیں وہ مکمل کے حوالے سے بڑے rich ہیں اور وہاں اگر یہ فارم بن جاتے ہیں تو ہم نہ صرف اپنے صوبے کو بلکہ اس صوبے سے باہر بھی مکمل ملک سپلائی کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر کوئی قانون سازی کی جیسے کہ انہوں نے بات کی اس پر ہونی چاہئے اور گورنمنٹ اس پر باقاعدہ طور پر فنڈز کا مسئلہ بھی حل کرے۔ یہ دونوں بہت بڑے اہم پروجیکٹس ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی آغا رضا صاحب وزیر اعلیٰ اور لائیو اسٹاک۔

آغا سید محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمانی امور و لائیو اسٹاک): بہت ہی اہم نوعیت کی یہ قرارداد لائی گئی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ دنیا بھر میں بہت سارے نایاب پرندوں اور نایاب جانوروں کی بریڈنگ کی جاتی ہے یہ تو پھر ہمارے اپنے یہاں کی پروڈکشن ہے۔ اور ایک چیز اس ہاؤس کو نہیں بتانا چاہوں گا کہ جب پچھلے سال آسٹریلیا ہم گئے تھے وہاں ہمیں یہ بات بتائی گئی کہ یہاں سے یعنی بلوچستان سے لے جائے گئے ہیں دس بارہ اونٹ آج millions کی تعداد میں آسٹریلیا میں موجود ہیں۔ تو ہمارے ہاں کی پروڈکشن جو چیز یہاں کی ہے اُس کے لئے اگر ہم بجٹ نہیں رکھ پاتے یا سہولیات فراہم نہیں کر پاتے یا پالیسی نہیں بنا پاتے۔ میرے خیال میں یہ ایک بد قسمتی ہے۔ اب ڈاکٹر مالک صاحب کے دور میں واشک اور موسیٰ خیل میں جو یہ دو پروجیکٹس شروع کیئے گئے ہیں بد قسمتی سے تین سالوں میں اتنا کم بجٹ رکھا گیا ہے لائیو اسٹاک کے مختلف پروجیکٹس کے لئے کہ ابھی کل رات کو میں لورالائی میں موجود تھا وہاں میں نے دورہ کیا اور وہاں کی عمارت دیکھ کر جانوروں کی حالت ہی بُری جو ہماری گائے ہیں وہاں کل میں وہاں تھا میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ یہ بابت لالا صاحب کا قصور نہیں ہے یہ بہت پرانی عمارت ہے اور گرنے والی ہے۔ اور میں سی ایم صاحب سے بیٹھ کر کے باقاعدہ طور پر ایک پورا جو ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے ساتھ اُن کی ایک میٹنگ رکھواتا ہوں کہ کن کن چیزوں کی ہمیں کہاں کہاں ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں دو تین چیزیں جو بہت نمایاں اہمیت رکھتی ہیں ایک بلڈنگ دوسرا جانوروں کا اور تیسرا equipments کا۔ اب ایک نئی چیز اس قرارداد کے ذریعے جو آئی ہے، قرآن میں بھی اور احادیث میں بھی ظاہر ہے اس کا بھی ذکر ہے اور اونٹنی کا ذکر بہت ہی شفا بخش ہے اور فائدہ مند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد ہم منظور کر کے صرف قرارداد کی حد تک اس کو نہیں رکھیں بلکہ آئندہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں آئندہ آنے والے بجٹ میں اس کے لئے ٹھیک ٹھاک پیسہ اور بجٹ ہم مختص کریں تاکہ یہ پروجیکٹ آگے بڑھے بھی چلے بھی اور پھر sustainable بھی ہو۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! بجٹ تو آپ نے مختص کرنا ہے تو آپ یہ یقین دہانی کر رہے ہیں کہ اس بجٹ

میں ہوگی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و لائیو اسٹاک: میں یہ یقین دہانی، میں نے آپ سے کہا کہ سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھ کر باقاعدہ ایک میٹنگ ہماری الگ سے ہوگی، بجٹ سے پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوگی اور اونٹ کی فارمنگ اور دودھ کے حوالے سے جو جگہ مختص کی گئی ہے اُس کے لئے میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اپنی پوری میں کوشش کروں گا انشاء اللہ۔

میڈم اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 160 منظور کی جائے۔ قرارداد نمبر 16 منظور ہوئی۔ جناب محمد خان لہڑی رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 164 پیش کریں۔

میر محمد خان لہڑی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ اس میں کچھ غلطی ہے میں ان کو درست کر کے پھر۔

میڈم اسپیکر: آپ پڑھتے جائیں جہاں کوئی mispring ہو ہے یا آپ کے حساب سے آگے پیچھے ہوا ہے ہم اُس کو correct اور amendment کے ساتھ لے آئیں گے آپ پڑھ لیں۔

میر محمد خان لہڑی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ ہر گاہ کہ پٹ فیڈر کینال صوبے کے لئے پانی کا۔۔۔

میڈم اسپیکر: پلیز order in the House.

میر محمد خان لہڑی: ہر گاہ کہ پٹ فیڈر کینال میں صوبہ کے لیے پانی کا حصہ آٹھ ہزار کیوسک مقرر مختص ہے پٹ فیڈر کینال کے اضافی کینالوں کے ساتھ جب 2012ء میں سیلاب آیا تو اُس وقت پٹ فیڈر میں صرف 3500 کیوسک پانی آتا تھا۔ جب 2014ء میں این ایل سی کے ذریعے کام کیا تو تقریباً پانچ ہزار تک پانی آنا شروع کیا۔ اس کے بعد اور کوئی desilting نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اکثر قبائلی جھگڑے رونما ہو رہے ہیں۔ جن کے نتیجے میں اب تک 20 کے قریب افراد مارے جا چکے ہیں۔ نیز کچھ کینال کا فیئر 1 جو مکمل ہو گیا ہے اس کا ایک ہزار کیوسک پانی آرڈی 418 میر حسن سے پٹ فیڈر کینال یا ریج کینال میں چھوڑا جائے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ پٹ فیڈر کینال کی صفائی و کچھی کینال کا ایک ہزار کیوسک پانی آرڈی 418 میر حسن سے پٹ فیڈر کینال یا ریج کینال میں چھوڑنے کے لیے فوری عملی اقدامات کرے تاکہ پانی وافر مقدار میں آنا شروع ہو سکے اور قبائلی جھگڑوں کی روک تھام ممکن ہو۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 164 پیش ہوئی کیا لہڑی صاحب! آپ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ پلیز آپ لوگ آپس میں باتیں نہیں کریں قرارداد پر بات کریں گے۔

میر محمد خان لہڑی: یہ پانچ ہزار ہیں پانچ سو کیوسک نہیں ہیں۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ جب 2012ء میں سیلاب

آیا تو اُس وقت صرف پٹ فیڈر کینال میں 3500 کیوسک پانی آ رہا تھا 2014ء میں این ایل سی کے ذریعے کام کیا گیا تو تقریباً 5000 سے 5500 تک پانی آنا شروع ہو گیا۔ آرڈی 109 سے صفر سے لے کر آرڈی 109 جو سندھ کی حدود میں آتا ہے وہیں پر اکثر لوگوں نے encroachment یا جب 2012ء میں سیلاب آیا تو میدانی علاقوں کے لوگ نکل مکانی کر کے پٹ فیڈر کے اُس کینال کے اوپر آ کر بیٹھ گئے۔ وہیں پر انہوں نے پکی جگہیں بنائی ہیں۔ اکثر ہم سی ایم سندھ سے بھی کئی مرتبہ مل بھی چکے ہیں اور ریکوینسٹ بھی کر چکے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے جو آپ کے آرڈی صفر سے لیکر آرڈی 109 تک جو encroachments ہوئے ہیں آپ اُن کو ہٹائیں تاکہ پٹ فیڈر کی جو desilting ہے وہ بھی ہو صفائی اُسکی ہو سکے۔ اور اکثر اگر ہم بلوچستان والے جا کر کے اگر پانی زیادہ چھوڑتے ہیں تو آرڈی 100 سے آرڈی 109 تک جو اُن کے کینال ہیں سندھ ایریا میں اُن کے پُشتے کمزور ہیں اور کینال کو شگاف کا خطرہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ تو وہیں پر پھر بھی پانی کو کم کیا جاتا ہے۔ جو تقریباً وہی 5000 یا 5500 تک آتا ہے۔ اور اس کے علاوہ پٹ فیڈر ایکسٹینشن جس کا کام کیا گیا ہے اور وہ بالکل نہ ہونے کے برابر، ہم نے ایک قرارداد پہلے move کیا تھا۔ لیکن جو کینالز پر ہمیں نے کہا کہ تیس فیصد بھی کام نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے visit بھی کیا اور اپنی رپورٹ بھی دے دیا۔ اُس رپورٹ کا بھی آج تک میرا خیال میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور ابھی حالیہ ان دنوں میں پٹ فیڈر extension جو اس وقت 2 لاکھ ایکڑ اضافی نصیر آباد اور تقریباً ایک لاکھ 25 ہزار نصیر آباد اور 75 ہزار ایکڑ ڈسٹرکٹ جھل مگسی کو سیراب کرتا ہے۔

میڈم اسپیکر: Please order in the House. - جی۔

میر محمد خان لہڑی: ابھی رنج میں، ڈسٹرکٹ جھل مگسی کو پانی دیا گیا تو وہیں پر پہلے ہمارا جو حصہ بنتا ہے اس وقت سندھ گورنمنٹ ہر وقت ہمارا پانی روکتی ہے اور ہمیں جو ہمارا share ہے رنج کا وہ ہمیں دیتا ہے۔ تو اس کے ساتھ اضافی پانی ڈسٹرکٹ جھل مگسی کے لیے بھی چھوڑا گیا۔ اور نصیر آباد کے ایریا کے لیے جو پہلے بھی تھے، اب اُن کے لیے بھی چھوڑا گیا۔ اور وہیں پر بھی ابھی دو XEN ما شاء اللہ رکھے گئے ہیں۔ ایک XEN one ہے اور XEN two دوسرا ہے۔ ایک XEN کہتا ہے بھئی RD218 سے جہاں سے میری حدود ہیں تو میں پانی وہی تک لے آؤں گا۔ آگے آپ لیکر آ جائیں۔ جب ایک XEN کا ایریا ہے وہیں پر زیادہ شالی کاشت ہوتی ہے۔ اُسکو پانی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوسرا XEN کہتا ہے آپ پانی بند کریں، ایک XEN کہتا ہے مجھے پانی ضرورت ہے، اسی جھگڑے کی وجہ سے بھی اس وقت تک تقریباً 2 لاکھ کے قریب ایکڑ ہماری گندم کے، وہ برباد ہو گئے ہیں زمینداروں کے۔ اور میں اس ایوان کے توسط سے صوبائی حکومت، وفاق سے رجوع کرتا ہوں۔ کیونکہ کچھ کینال کا اس وقت فیئر 1

complete ہو چکا ہے وہیں پر تقریباً میرے خیال میں زمینیں بھی ابھی تک بنی نہیں ہیں، آبادی تھوڑی شروع ہوئی ہے، اور اکثر۔

میڈم اسپیکر: please آپ لوگ بہت زور سے باتیں کر رہے ہیں، ممبر کی بات سن سکتے ہیں۔ جی۔  
میر محمد خان اہڑی: اکثر پانی بند ہونے کی وجہ سے کچھی کینال میں de-silting بھی ہو رہی ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے اور وفاق حکومت صوبائی حکومت سے رجوع کرتا ہوں کہ RD238 جہاں کچھی کینال کو فی الحال بند کیا گیا ہے، اُس کا اضافی پانی ایک ہزار کیوسک RD418 رینج کینال میر حسن پر چھوڑا جائے تاکہ وہاں جو جھگڑے یاروک تھام ہے پانی کا، جو ہماری کمی ہے وہ پوری ہو سکے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی thank you! ظہار کھوسہ صاحب!

میرا ظہار حسین کھوسہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ بہت ہی اہم قرارداد ہے۔  
پٹ فیڈر کینال جو 1965ء میں start ہوا، سندھ سے۔ یہ 418 تک بنایا گیا اُسکے بعد اس سے مانیٹی شاخ اور اس سے نکلتی ہے، نصیر شاخ اس سے نکلتی ہے، جھڈیر شاخ اس سے نکلتی ہے۔ جو سیراب کرتی ہے وہاں کے علاقہ کو۔ ابھی ہمارے ہاں اس دفعہ جو population ہوئی ہے وہ 12 لاکھ کے قریب ہے 5 لاکھ نصیر آباد 7 لاکھ جعفر آباد اور صحبت پور۔ تو بہت بڑی population ہے اور یہاں سے جو paddy ہوتی ہے شالی، چاول وہ پوری دنیا کو جس میں افریقہ کے ممالک ہیں اُسکے ساتھ ساتھ ایران۔ اور زرمبادلہ جو کمایا جاتا ہے وہ ہمارے ملک پاکستان کو جاتا ہے۔ جس سے یہاں کے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو اُسکے لیے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اس ایوان کو کچھی کینال پر زور دینا چاہئے کہ کچھی کینال بن جائے۔ بگٹی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کا area ہے، پٹ فیڈر سے 5 کلومیٹر اوپر، 6 کلومیٹر اوپر صحبت پور اور پھر اُس کیساتھ چھتر نصیر آباد آتا ہے۔ کوئی 6 لاکھ ایکڑ، 7 لاکھ ایکڑ کے قریب غیر آباد ہیں۔ اور وہ flat زمین ہیں بالکل ہموار ہے وہاں بہت بڑی آبادی ہوگی۔ اور بہت ہی بڑی population ہے وہاں۔ جس سے وہاں کے لوگوں کو نصیر آباد، جعفر آباد، صحبت پور، جھل مگسی کے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ پٹ فیڈر کو پختہ کیا جائے۔ آپ پنجاب میں دیکھ لیں، کہیں بھی، اُنکے چھوٹے واٹر کورسز ہیں، وہ پختہ ہیں اُس سے پانی ضائع نہیں ہوتا ہے اُس سے عام کاشتکار کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے 238 لیکر، میں تو کہتا ہوں 238 سے نہیں سندھ سے لیکر کے، کشمور سے لیکر، 418 یا ڈیرہ مراد جمالی یا بیزار پل تک اُسکو پختہ کیا جائے۔ ہر دفعہ ہم 4 ارب رکھتے ہیں کبھی 5 ارب رکھتے ہیں Chinese نے کام کیا 90'sء میں، کوئی 6 ارب روپے اُس پر خرچ ہوئے۔ لیکن اُسکو پختہ نہیں کیا گیا۔ اُسکو پختہ کیا جائے اُس سے seepage نہیں ہوگی اور اس کا

فائدہ ہوگا۔ اگر seepage ہو جاتی ہے تو ہماری حالت ایسی ہوگی جس سے پورا نصیر آباد اور جعفر آباد، کاشتکار تباہ حال ہو جائیں گے۔ تو اُس سے وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم ایوان کے توسط سے کہنا چاہتا ہوں کہ کچھی کینال بنایا جائے، جو آج 238 پر ہے اسکو بیر حسن تک لایا جائے، 418 پھر آگے چھتر، پھر آگے، نیل پٹ اس طرح بختیار آباد اور جھل مگسی اور چھتر کے لوگوں کو بھی اس سے فائدہ ہوگا۔ تو ہماری ایوان سے گزارش ہے کہ وہاں کچھی کے، خاص کر specially بگٹی صاحب۔ بگٹی صاحب کا area ہے سوئی۔ تو کچھی کینال سے وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ کاشتکاروں کو فائدہ ہوگا۔ اگر کاشتکار آباد ہوں گے تو بلوچستان کو فائدہ ہوگا۔ ایک ہی ہمارا علاقہ ہے جو نہری علاقہ ہے وہ پٹ فیڈر کینال اور کھیر تھر کینال۔ میں آپ کے اور اس ایوان کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کچھی کینال کو مکمل کیا جائے۔ بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہتی ہیں؟ جی یا سیمین لہڑی صاحبہ!

محترمہ یا سیمین بی بی لہڑی: thank you so much میڈم! یہ بالکل بہت اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ اس میں جیسے کہ محمد خان بھائی نے کہا کہ تھوڑی سی correction کی بھی ضرورت ہے، وہ میں نے لکھ کر دے دیا ہے اُنکو، وہ consider میرے خیال کر لیں۔ یہاں جو claim کیا گیا ہے کہ 5 ہزار کیوسک۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ claim ہے، جو ہم نے visit کیا ہے، وہاں جو پٹ فیڈر extension کے لیے جو اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران جنہوں نے visit کیا۔ تقریباً ہم سارے packages کو visit کر چکے ہیں جو 18 تھے۔ وہاں جو آثار تھے۔ اسکا جو فرسٹ فیئر تھا وہ design کیا گیا تھا کوئی 32 سو کیوسک کے لیے۔ second جو پٹ فیڈر extension ہے وہ 32 سے اُسکی capacity کو enhance کر کے 6 ہزار کیوسک کے قریب لانے کا plan تھا۔ اب جو موجودہ صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ نہ تو اسمیں 6 ہزار کیوسک ہے اور نہ 32 سو کیوسک ہے۔ جو پہلا design تھا۔ وہ اُس capacity میں بھی کچھی کینال نہیں ہے۔ میڈم اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ مطلب اسکو ہم نے بہت serious لینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت پٹ فیڈر کینال وہ permanent source of corruption اگر میں اسکو کہوں تو بالکل غلط نہیں ہے۔ اس وقت بھی ہمارے جو باقی چیدہ چیدہ ڈیپارٹمنٹس ہیں اُس میں سب سے اہم ایریکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، جس میں ہر officer کی کوشش کوئی ہے کہ وہ اپنا ٹرانسفر پوسٹنگ ایریکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کریں۔ کیونکہ اُس میں کھانے پینے کا سامان بہت زیادہ ہے۔ میڈم اسپیکر! ہم زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، اپنے لوگوں کے ساتھ، آپ پورے بلوچستان کو دیکھ لیں مطلب deprived community ہے، وہ بلوچستان کی ہے۔ most جو vulnerable لوگ ہیں، وہ نصیر آباد ڈویژن کے ہیں۔ جن کے پیروں میں

جوتے نہیں ہیں۔ جن کو کھانے کے لیے اپنی روٹی میسر نہیں، پہننے کے لیے کپڑا نہیں اُنکے ساتھ بھی زیارتی کرنے سے ہم نہیں کتراتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! اسکو میرا خیال میں serious لینے کی ضرورت ہے۔ اگر کچھی کینال پکا ہو سکتا ہے۔ تو why not فیڈر کینال؟ جب ہم بات کرتے ہیں جب ہم نے اسٹینڈنگ کمیٹی میں وہ پیش کی presentation دی۔ کہ جی! آپ اسکو پکا کرنے کی طرف جائیں۔ کیونکہ آپ ہر وقت excavation کے لیے آپ desilting کے لیے پیسے رکھتے ہیں۔ وہ پیسے وہ excavation وہاں کچھڑ کے اندر دب جاتے ہیں۔ کسی کو نظر نہیں آتے۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی ایسے instruments ہیں کہ جس سے ہم یہ پتہ لگا سکیں کہ کتنا excavate کیا گیا ہے؟ کتنی desilting ہوئی ہے؟ صرف ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے وہاں کچھ excavators کھڑے کیئے جاتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ اپنی suggestion دے دیں؟

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: ہمارے پاس کوئی اسکا آلہ نہیں ہے۔ کوئی instrument نہیں ہے کہ مطلب ہم gauge کر سکیں۔ suggestion یہ ہے کہ ایک تو سب سے پہلے جو ہم نے اسٹینڈنگ کمیٹی نے جو رپورٹ submit کی ہے۔ اُس رپورٹ کا مجھے نہیں پتہ کہ کب اُس پر عملدرآمد ہوگا؟۔ still جو کیس نیب میں ہے۔ اینٹی کرپشن کو ہم نے refer کیا ہے۔ لیکن اب تک کوئی سزا جزا کا عمل سامنے نہیں آیا۔ ہماری جو recommendations ہیں اُنکو serious لینے کی ضرورت ہے۔ کمیٹی نے جو recommendation دی ہے اُس کا ہمیں جواب چاہئے کہ اب تک ڈیپارٹمنٹ لیول پر کیا actions ہوئے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ recommendation ہے کہ اسکو پکا کرنے کی طرف لائیں، جو کچھی کینال کا design ہے، اُسی pattern پر اگر ہم پٹ فیڈر کو لیکر جائیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ وہاں جتنے بھی جو 4 لاکھ کے قریب کمانڈ ایریا ہے، مطلب 4 سے 5 لاکھ کمانڈ ایریا ہے۔ کم زمینیں نہیں ہیں اگر یہ irrigate ہوں گی تو وہاں کے لوگوں کی زندگی بدل جائے گی۔

thank you so much

میڈم اسپیکر: جی بگٹی صاحب میں پھر پرنس اس کے بعد آپ کو مواقع دیتی ہوں۔

میرسر فرزا احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): شکریہ میڈم اسپیکر! گو کہ یہ پٹ فیڈر کینال کے حوالے سے جس طرح Honourable colleagues نے بات کی ہے، یہ تقریباً تباہ حال ہے۔ اور سندھ گورنمنٹ نے پٹ فیڈر کینال پر 109 سے پہلے اتنی encroachment کر لی ہے کہ جو ہمارا share پانی ملتا ہے وہ وہیں پر ہی خرچ ہو جاتا ہے اور tale پر جا کے وہ بالکل نہیں ہوتا ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر! مجھے اس قرارداد سے بالکل کو اختلاف

نہیں ہے سوائے ایک چھوٹی سی amendment کے کہ ہمارے Honourable colleagues کہہ رہے ہیں کہ کچھی کینال سے پانی ہمیں دیدیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھی کینال میں پانی اب تک تو خیر فیڈرل گورنمنٹ نے ویسے ہی نہیں دیا ہے۔ صرف کینال بنا دیا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جی کچھی کینال سے پٹ فیڈر کینال میں پانی نہیں جانا چاہئے۔ جو اسکی feasibility بنی ہے اور جو اسکی alignment ہے اسکو change کرنا بھی مناسب نہیں ہے کہ آپ اسکی alignment کو change کر کے دوبارہ میر حسن کی طرف اور پٹ فیڈر کی طرف divert کر دینگے۔ تو already زمینیں ہماری اتنی سیم زدہ ہیں اور مزید اُس میں سیم کا اضافہ ہو جائیگا۔ اور alignment change کرنی بھی نہیں چاہئے اس stage پر۔ جہاں یہ کچھی تک جا رہا ہے وہاں تک اسکو complete ہونا چاہئے۔ اور پہلا right ڈیرہ بگٹی کے لوگوں کا ہے۔ ہم کوئی ایک بوند بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں اپنے rights سے ادھر ادھر کرنے کے لیے۔ تو قرارداد کے end میں یہ جو لکھا ہوا ہے کچھی کینال سے جائے۔ تو میں honourable colleague سے، کچھی کینال کو complete ضرور کیا جائے، کچھی کینال سے پانی پٹ فیڈر جانے کے لئے۔

میڈم اسپیکر: بگٹی صاحب! وہ تو آپ نے تو پوری قرارداد ہی کی مخالفت کر دی۔ یہ تھوڑا change نہیں ہے وہ مانگ ہی صرف یہ رہے ہیں کہ کچھی کینال سے۔ جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: اس کی کم از کم میں مخالفت کروں گا جی، یہ alignment۔ ہاں ایک چیز ڈالی جاسکتی ہے کہ جو کچھی کینال کی feasibility ہے، جو اسکی alignment ہے۔ اس پورے کو change کرنا پڑیگا، اور کچھی کینال کا اگر پانی پٹ فیڈر میں جائے گا تو پھر کچھی کینال بنانے کا مقصد کیا تھا؟

میڈم اسپیکر: جی لہڑی صاحب! آپ اس پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپ تو مانگ ہی یہی رہے ہیں کچھی کینال کا ایک ہزار کیوسک پانی وہاں جائے۔ اور تو قرارداد میں کچھ ہے ہی نہیں۔

حاجی محمد خان لہڑی: میڈم! میں نے عرض کیا کہ ایک ہزار کیوسک۔ جیسے بگٹی صاحب نے کہا کہ ہم ایک بوند دینے کے لیے تیار نہیں ہیں، اپنے ایریا کے۔ آپکا ایریا صرف 80 ہزار ایکڑ پر محیط ہے۔ جو اسکو کچھی کینال سے پانی ملے گا۔ 2 لاکھ کے قریب جو ایریا آیا وہ نصیر آباد کا آئیگا اور اُسکے علاوہ تقریباً 1 لاکھ 75 ہزار وہ ڈسٹرکٹ کچھی اور ڈسٹرکٹ جھل مگسی کا ایریا جسمیں وہ علاقے آباد ہوں گے۔ میں اس میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ عارضی طور پر نئی الحال پٹ فیڈر کو اگر اسوقت اُسکا کام نہیں ہو رہا ہے تو 1 ہزار کیوسک جو کچھی کینال کا ہے اسکو پٹ فیڈر میں چھوڑا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی بگٹی صاحب!

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! یہ بڑا important project ہے، یہ عارضی، اس ایوان سے کس طرح جائیگی کہ وہ عارضی طور پر پانی دیدیں، پانی اگر دینا ہے سندھ گورنمنٹ کی بھی یہی سازش تھی۔ کچھی کینال کے حوالے سے، وہ ڈسٹرکٹ روجھان، روجھان تحصیل کا پانی تو نسہ بیراج سے ڈالنا چاہتا ہے کچھی کینال میں تاکہ وہ اپنا share کٹھور سے پہلے لے لیں۔ لیکن ہم نے اُسکی بھی مخالفت کی ہے اور اُسکی بھی مخالفت کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ project بنا ہے جتنا بھی ہمارا right ہے وہ ہمیں مل جائے۔ فیئر 2 کو complete ہونا چاہئے۔ پٹ فیڈر کے لیے کام ہونا چاہئے، پٹ فیڈر کو strengthen کرنا چاہئے، اُس پر جتنا ہمارا right بنتا ہے۔ 5 ہزار کیوسک کا یا 6 ہزار کیوسک کا، وہ ہمیں ملنا چاہئے۔ یہ ایک نیا project بنا ہے اُسکو بھی اُسی میں ڈال دیں۔ وہ مردے گھوڑے میں، جو پہلے سے ہی مردہ ہے۔ تو پھر یہ کیا بنے گا میڈم اسپیکر؟ میں اُسکی کم از کم مخالفت کروں گا۔

میڈم اسپیکر: ok جی پرنس علی صاحب!

پرنس احمد علی احمد زئی (وزیر محکمہ سائنس اور انفارمیشن): شکر یہ میڈم اسپیکر۔ یہ جو کینال system ہے، چاہے کچھی ہے، پٹ فیڈر ہے۔ یہ جو conventional way ہے۔ جس طرح صفائی کا ذکر ہوا ہے کہ اسکو ایک بہتر انداز سے صفائی کریں تاکہ water channels بہتر طور پر آئیں۔ میں آج اس اسمبلی میں ایک چیز share کرتا چلوں کہ میں ایک امریکن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر سے۔۔۔

میڈم اسپیکر: پرنس احمد علی صاحب بڑی اہم بات share کر رہے ہیں ذرا سن لیں۔ جی

وزیر محکمہ سائنس اور انفارمیشن: میں امریکن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر سے میں کچھ consult کر رہا تھا کہ یہ جو ہمارے بلوچستان میں arid zone ہے پانی جلدی evaporate ہو جاتا ہے اور یہاں seepage بھی ہوتی ہے۔ تو یہ کینال system ہے چاہے کچھی ہو، پٹ فیڈر ہو، اسکے لیے کوئی ایسا طریقہ کار انہوں نے بنایا ہے؟ تو I was very surprised کہ جب مجھے پتہ چلا کہ یہ ایک hydro-insulation solution اُنکے پاس موجود ہے۔ hydro insulation solution یہ PDF میں میں نے تقریباً ایک 50 page کی اسکی پوری detail اُن سے میں نے منگوائی ہے۔ جو باقاعدہ انہی کچھی کینال اور پٹ فیڈر based اس طرح کے پورے system کے لیے ہے۔ کہ کس طرح یہ water resistance ہے۔ کس طرح یہ seepage کو کنٹرول کریگی۔ اور کس طرح یہ پوری کی پوری efficiency کریگی۔ اور اگر ہم جس طرح ہم بار بار یہ صفائی کا

system ہم کر رہے ہیں۔ بار بار اگر ہم بجٹ میں یہ چیزیں رکھ رہے ہیں۔ اور پھر واپس back to square one آجاتا ہے۔ اگر اس technology کو ہم adopt کریں گے تو ہم ایک بڑے long term way میں پورا آپکا کچھی کینال اور جتنے بھی یہ irrigated نظام ہیں اسمیں ہم بہتری لاسکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you جی ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب! جی جی please۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم اسپیکر! Kachhi Canal is totally a mis-managed!

project. اور وہاں جتنے بھی جب میں نے NLC کو دیا تو میری اتنی مخالفت کی گئی۔ Thanks to Lehri۔

Sahib۔ sorry پٹ فیڈر۔ میری کچھی میں کوئی حصہ داری نہیں ہے۔ آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ تو اتنی مخالفت کی

گئی۔ اب وہی ایک پروجیکٹ تھا جس میں ڈیڑھ سو سے دو ہزار کیوسک پانی زیادہ ہو گیا۔ اسکے بعد جتنے پیسے پہلے یا

بعد میں آئے that totally mis-managed تو پٹ فیڈر میں اتنی زور آوری ہے کہ جو زور آوری ہے، وہ

پانی لے جاتا ہے۔ یہاں administrative problem بھی ہیں، management کے بھی

problems ہیں۔ اور جو زور آوری بیٹھا ہوا ہے۔ ابھی میں without quoting anybody تو جب تک

وہاں mismanagement ہے، آپکا پٹ فیڈر کینال ٹھیک نہیں ہوگا۔ اور پتا نہیں ہے اسکے لئے جو پرنس نے وہ

تجاویز دی ہیں۔ These need a billion of rupees اتنے پیسے چاہئیں کہ تمام پٹ فیڈر کینال کو

آپ کر لیں، تو میں چیف منسٹر سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ دس لاکھ، بارہ لاکھ کا جو ہمارا fertile area ہے اسکو اگر

ہم manage کریں گے جو شاید میں نہیں کر سکا، وہ بھی نہیں کر سکا۔ لیکن this is my suggestion

کہ میں نہیں کر سکا شاید وہ کر سکے۔ ٹھیک ہے کیونکہ اسمیں اتنی political، لہڑی صاحب! کوئی ٹھیک ہونا نہیں ہونے

نہیں چھوڑتا ہے۔ آپکو یاد ہے بارہ ایم پی ایز میرے پاس آئے تھے۔ آپ لوگ۔ میں چیختا رہا ”کہ نہیں کرو، نہیں

کرو“۔ آپ لوگوں نے کہا کہ جی! آپ لوگوں نے تو میری پیشی کروادی۔ تو any-how میں دونوں حضرات،

اظہار کھوسہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہڑی صاحب دونوں زمیندار ہیں۔ جب تک آپ اسکو manage نہیں

کریں گے، اسکو فنڈنگ کا۔ یہ دس بیس کروڑ سے ٹھیک نہیں ہوگا۔ اربوں روپے اس کیلئے چاہئیں۔ تو ہم سی ایم صاحب

سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارا ایک ہی زرعی کینال ایریا ہے۔ اسمیں فیڈرل کو آپ سفارش کر لیں بلکہ اسکو کہہ دیں کہ

آپ بیشک کوئی فنڈنگ نہیں کریں ایگریکلچر سیکٹر میں۔ اگر آپ صرف اور صرف پٹ فیڈر کو وہ کر لیں تو شاید یہ جو کیونکہ

ہمارے پاس capacity ہی نہیں ہے۔ دس ہزار کیوسک ہمارا کوٹہ ہے۔ carry کرنے کا capacity ہی

نہیں ہے۔ ساڑھے تین ہزار پر آگئے۔ اب وہ ہم ٹھیک نہیں کر سکتے۔ ادھر سندھ بھی نہیں دے رہا ہے۔ تو میں

سی ایم صاحب سے totally agree with this resolution, but اگر آپ اس پر بات کریں۔ کیونکہ جب تک اس مسئلے کو آپ سنجیدہ نہیں لیں گے فیڈرل لیول پر۔ آپ کے پاس تو پیسہ نہیں ہے۔ میں نے پچاس کروڑ روپے دے دیئے وہ پتہ نہیں کس مصیبت سے میں نے دے دیئے تھے۔ تو اگر آپ دے سکتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ نہیں تو اسکو تھوڑا سا۔ thank you very much

میڈم اسپیکر: جی سی ایم صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟ کیونکہ اس پر سی ایم سندھ سے بات کرنے کی بات آئی تھی۔ کہ سندھ ہمارا پانی نہیں چھوڑ رہا ہے۔

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): thank you میڈم! آپ نے مجھے فلور دیا۔ اس پر already ہم نے take up کیا CCI میں۔ ڈاکٹر صاحب! اسکو ہم نے CCI میں بھی discuss کر لیا ہے۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اور یہ قرارداد اہم ہے۔ ہم اسکو اسلئے نہیں کرتے کہ ہوم منسٹر صاحب اپنا پانی نہیں دینگے لیکن اسکی بہتری کیلئے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ میڈم! اسکو ہم نے CCI میں take up کر لیا ہے اور سندھ گورنمنٹ کے ساتھ بھی بات چیت کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ہمارے بہت سارے تحفظات بھی ہیں۔ اور dues بھی سندھ گورنمنٹ کے اوپر ہیں اور فیڈرل کے اوپر ہیں۔ اور مزید اسکو میں انشاء اللہ اور فیڈرل گورنمنٹ سے take-up کروں گا۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ mover اس پر زور نہیں دینگے۔

میڈم اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا چیئرمین۔ ہم نے CCI میں بھی دے دیا matter۔ تو آپ اس پر زور نہ دیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

میر اظہار حسین کھوسہ: پٹ فیڈرل کو پختہ کیا جائے، تو سارے کام آسان ہو جائینگے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے بات کی بگٹی صاحب نے بات کی تو پانی نیچے تک جائیگا۔

قائد ایوان: میڈم! اسکا واقعی ہم نے PC-I بنا لیا ہے۔ اس PSDP کیلئے اسکو شامل کر دینگے، فیڈرل PSDP کے لئے۔

میڈم اسپیکر: جی۔ لہڑی صاحب! بڑی انہوں نے تسلی دی ہے کہ PC-I بھی تیار ہو گیا ہے۔ PSDP میں بھی شامل کر رہے ہیں پکا کرنے کیلئے۔ تو آپ اپنی قرارداد پر زور دے رہے ہیں آپ بتائیں پلیز۔

میر محمد خان لہڑی: جیسا سرفراز بھائی کہہ رہے ہیں ”کہ کچھ کینال کے سسٹم کو بگاڑیں گے نہیں، اسکو پٹ فیڈرل میں نہیں کریں گے، اس سے ہمارا سسٹم خراب ہوگا“۔ لیکن میں اس ایوان کے توسط سے اس قرارداد کو اس طریقے سے میں آگے لینا چاہتا ہوں کہ آپ پٹ فیڈرل کو صحیح بنائیں۔ چلو کچھ کینال کا پانی نہیں چھوڑ رہے ہیں، تو پٹ فیڈرل کو صحیح

طریقے سے اُسکو maintain کیا جائے۔ اُسکو صحیح طریقے سے بنایا جائے۔

میڈم اسپیکر: آپ اُس میں amend کروانا چاہتے ہیں؟

میر محمد خان لہڑی: جی ہاں۔

میڈم اسپیکر: تو یہ تو پوری کی پوری amend ہو جائے گی۔ آپ اُسکے لئے دوسری قرارداد لے آئیں۔

یہ تو پوری قرارداد amend ہو جائیگی، کیونکہ اسمیں کافی چیزیں ہیں۔ تو آپ اُنکے جو حکومتی ارکان ہیں اور خاص طور پر سی ایم صاحب کی یقین دہانی کے بعد اپنی قرارداد پر زور دے رہے ہیں کہ نہیں؟

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): جی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ دیکھیں! گزارش سنیں! وہ کہتے

کیا ہیں ڈاکٹر صاحب! سنیں تو صحیح۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ”لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی

حکومت سے رجوع کرے کہ پٹ فیڈر کینال کی صفائی“۔ یہاں تک تو ہم سب agree کرتے ہیں۔ کہ بالکل

اُسکی صفائی ہونی چاہئے۔ اُسکو strengthen کرنا چاہئے۔ اُسکے بعد کیا کہتے ہیں ”کہ پختہ کریں

whatever“۔ اُسکے بعد وہ کیا کہتا ہے ”کہ کچھی کینال کا ایک ہزار کیوسک پانی آرڈی 418 میر حسن سے

پٹ فیڈر کینال یا ریج کینال میں چھوڑنے کیلئے فوری عملی اقدامات اٹھائیں“۔ اُسکو یہاں سے amend کر دیں

میڈم اسپیکر! یہاں تک ٹھیک ہے، ”صفائی کریں، پٹ فیڈر کینال کو پختہ کریں۔ strengthen کریں، مکمل

جو ہمارا پانی کا کوٹہ ہے، وہ دے دیں“۔ لیکن اُسکو اس طرح دو حصوں میں نہ ڈالیں میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ابھی اُسکو اس طرح سے کر لیتے ہیں ”کہ پٹ فیڈر کینال کی صفائی اور اُسکو پختہ کرنا اور اُسکے

حصے کا پانی فیئر۔ II کی تکمیل اور اُسکے حصے کا پانی اُس پر پٹ فیڈر سے فیئر۔ II سے، کو اُسکو proper کیا جائے“،

ٹھیک ہے ایسا ہی ہے؟

میر اظہار حسین کھوسہ: پختہ کرنے سے پھر پکے سے پانی پورا آ جائے گا وغیرہ۔

میڈم اسپیکر: نہیں وہ exact ایک ایک چیز تو نہیں۔ لیکن سی ایم صاحب نے کہا ہے کہ وہ سندھ حکومت

سے بات کریں گے۔ اور وہ CCI already میں لے جا چکے ہیں اُسے۔ تو وہ automatically آ جائیگا

اسمیں۔ تو اس amendment کے ساتھ ”کہ پٹ فیڈر کی صفائی اور اُسکی پختگی، اُنکی walls کی پختگی۔ اور

فیئر۔ II کی تکمیل کیلئے فوری عملی اقدامات کیے جائیں“۔ اور اُسکے ساتھ میں، یقیناً یہ بہت اہم ہے اور بہت بڑا علاقہ

ہے ایگریکلچر سے وابستہ ہے بلوچستان کا، اسمیں یا سیمین لہڑی صاحبہ نے دو بڑی اہم suggestions دی ہیں کہ

اسٹینڈنگ کمیٹی کی جو رپورٹ آئی ہے اسمیں انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔ اُس رپورٹ کو بھی سی ایم صاحب اگر

آپ دیکھ لیں، وہ بہت اہم رپورٹ ہے۔ اور اُس پراسٹینڈنگ کمیٹی نے بڑی اچھی سفارشات دی ہیں۔ تو اُسکی سفارشات کو بھی شامل کیا جائے اور سی ایم سندھ سے بھی اس سلسلے میں بلوچستان کے پانی کے حصے کے حوالے سے بات کی جائے۔ ان تمام amendment کے ساتھ۔۔۔ (مداخلت)

میر محمد خان لہڑی: ایک بات اسمیں add کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اس طرح ہر بات add نہیں ہو سکتی محمد خان لہڑی صاحب۔ ابھی میں اسکو complete کر لوں۔ یہ چیزیں ہم پھر لے آئیں گے اسمیں جب سی ایم صاحب سے بات ہوگی۔

میڈم اسپیکر: ان تمام amendments کے ساتھ، آیا قرارداد نمبر 164 منظور کی جائے؟۔  
قرارداد نمبر 164 تمام ترامیم کے ساتھ منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: جی عارفہ صدیق صاحبہ! You are on point of public interest!

محترمہ عارفہ صدیق: شکریہ میڈم اسپیکر!

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میرا سوال محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے متعلق ہے کیونکہ اُسوقت سی ایم صاحب موجود نہیں تھے۔

میڈم اسپیکر: عارفہ صاحبہ! ایک منٹ وہ ایک ہمارا issue تھا۔ تشریف رکھیں میں آپکو موقع دیتی ہوں۔  
زمر خان اچکزئی صاحب کا ایک سوال تھا چونکہ سی ایم صاحب اُسوقت نہیں تھے۔ میں نے next session کیلئے کیا لیکن ابھی میں اسکو pending کے طور پر، سی ایم صاحب چونکہ تشریف رکھتے ہیں۔ زمر خان اچکزئی صاحب آپ سوال ہی کیجئے گا۔ جی سوال نمبر 352۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: سوال نمبر 352۔

میڈم اسپیکر: سی ایم صاحب! آپ کے پاس اس محکمے کا portfolio ہے۔

قائد ایوان: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 352 انجینئر زمر خان اچکزئی: 25 ستمبر 2017 کو نوٹس موصول ہوا۔

26 اکتوبر، 11 دسمبر 2017 اور 15 مارچ 2018 کو منظور شدہ

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 2017-18ء کی PSDP میں ضلع قلعہ عبداللہ کے تینوں حلقوں میں مختلف سیکٹرز کی اسکیمات کیلئے کم و بیش تین ارب کی ایک خطیر رقم

مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مختص کردہ رقم کی حلقہ وار تفصیل مع PSDP نمبرز کے دی جائے اور اگر جواب نفی میں ہے تو حلقہ پی بی-12 کے ساتھ امتیازی سلوک برتنے کی وجہ بھی بتلائی جائے۔ نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مختص کردہ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم پلاننگ کمیشن آف پاکستان کی ہدایات / سفارشات کی روشنی میں ایک فارمولے کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔

اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2017-18 کی PSDP میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم کس فارمولے اور قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں لائی گئی ہے حوالہ جات کے ساتھ تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

یہ درست ہے کہ مالی سال 2017-18 کی PSDP میں ضلع قلعہ عبداللہ کے تینوں حلقوں میں مختلف سیکٹرز کی اسکیمات کیلئے کم و بیش تین ارب کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور مختص کردہ رقم کی تقسیم پلاننگ کمیشن آف پاکستان کی ہدایات / سفارشات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ نیز فنڈز کی تقسیم Sectorial Preferences اور پی اینڈ ڈی کے Criteria کے مطابق کی گئی ہیں، کی تفصیل نیز ضلع قلعہ عبداللہ کی اسکیمات کی تفصیل جو کہ ضخیم ہے جو اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ کریں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں مختصراً اتنا کہوں گا۔

قائد ایوان: مولانا واسع صاحب جواب دینگے۔۔۔ (ڈیک بجاے گئے)

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب! بہت مقبول ہیں۔ جی زمر خان صاحب! پلیز بابت صاحب! بیٹھ کے بات نہیں کریں۔ جی زمر خان صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ جس وقت میں نے یہ question کیا تھا اُس وقت یہ گورنمنٹ نہیں سابق گورنمنٹ تھی۔ میں اتنا کہہ دوں کہ میرا جو مقصد تھا وہ میں نے واضح کرنا تھا کہ تین حلقوں میں تین ارب روپے سے زیادہ رکھے گئے ہیں اور PB-12 کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ جو میرا حلقہ تھا۔۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم اسپیکر: پلیز! آپ لوگ، دیکھیں یہاں جو اپوزیشن ہے، بیٹھ کر مسلسل بات کر رہی ہے۔ دیکھیں

serious لیں، It is not a joke، یہ اسمبلی ہے۔ اسمیں بڑا serious matter ہوتا ہے۔ وہ

ایک اہم question کر رہے ہیں۔ آپ لوگ سارے اپنے اپنے فرداً فرداً سیٹ پر بیٹھ کر جواب دے رہے ہیں۔

پلیز اس کو سنجیدگی سے لیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میں نے پی ایڈ ڈی سے question کیا تھا کہ اُس وقت جو تقسیم ہوئی تھی وہ کس فارمولے کے تحت ہوئی تھی؟ کونسا criteria تھا اور جو حلقے میں آپ تقسیم کر رہے ہیں، کسی حلقے میں پیسے وہ ممبرز کے تحت یا پلاننگ کمیشن کے تحت، چلو، وہ بھی انہوں نے جواب دہاں دیا کہ کس طرح ہو رہا ہے؟ انہوں نے میرے جواب کی تصدیق کی ہے۔ ایک قسم کے کہ جی تینوں حلقوں میں کم و بیش تین ارب روپے تقسیم ہوئے ہیں۔ میں سی ایم صاحب! اتنا کہوں گا ابھی تو شاید اس کا جواب نہیں دے سکے۔ کیونکہ آپ تھے نہیں۔ یہ تین ارب روپے، میں صرف اتنا کہوں گا کہ اُس وقت ایک حلقے میں، چاہے وہ ایم پی اے کے تحت ہو، چاہے وہ ڈیپارٹمنٹ کے تحت خرچ ہو رہے تھے، پچیس پچیس سے تیس کروڑ روپے مل رہے تھے۔ وہاں تین ممبرز تھے میرے بشمول اگر میرا اور اُنکا حصہ ڈالے تو 75 کروڑ روپے بنتے تھے۔ اگر ایک لیڈیز کا اُس میں شامل کر لیں تو ایک ارب روپے بنتے تھے۔ تو میں اتنا کہنا چاہتا تھا کہ اتنا ظلم ہو رہا تھا کہ تین ارب روپے ایک حلقے میں کس criteria کے تحت وہاں خرچ ہو رہا تھا تو میرا مقصد انہوں نے واضح کر دیا۔ کہ یہ ہو رہا ہے اور باقی انہوں نے دیا کہ جی! پلاننگ کمیشن کے فارمولے پر ہوا، سب کچھ ہوا۔ چلو ٹھیک ہے۔ لیکن میری تصدیق کر دی گئی کہ ہوا ہے۔ تو میرے ساتھ ایک ظلم ہو رہا تھا وہ میں نے show کر دیا۔ یہاں جواب بھی ملا۔

میڈم اسپیکر: ok

انجینئر زمر خان اچکزئی: ابھی CM سے میری اتنی request ہے کہ اگر کوئی PSDP بن رہی ہو یا کوئی بجٹ بننے جا رہا ہو شاید لوگ پیش کر دیں، تو آپ ایک انصاف کے تقاضے پورے کر لیں۔ اس طرح نہ ہو کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو طریقہ اپنایا تھا اُس کو کم از کم ختم کیا جائے۔ اگر اپوزیشن کا جو فارمولہ تھا وہی فارمولہ آپ اپوزیشن کو ابھی اپوزیشن کو ابھی بھی دے دیں۔ لیکن اتنا نہ ہو کہ وہ تین تین ارب کی شکل میں کسی حلقے میں جائے۔ یا پانچ پانچ ارب کی شکل میں بھی گئے ہوتے ہیں۔ پورے پورے علاقے کو جو منسٹر تھے یا چیف منسٹر صاحبان تھے، انہوں نے بہت زیادہ اپنے حلقے میں لے گئے۔ اب ڈاکٹر صاحب ناراض ہو جائینگے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: تو میری یہی گزارش ہے میڈم اسپیکر! آپ کے توسط سے کہ وہ جو انہوں نے فارمولہ رکھا ہے۔ وہی فارمولے کے تحت اور ہر ایک کو انصاف کے تقاضے پورے کر کے اُس حلقے کو اُسی طرح بجٹ دیا جائے۔ thank you

میڈم اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔ thank you جی ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میں ناراض نہیں ہوں گا لیکن میں کہتا ہوں اسی سال میں جو باقی تین تین چار چار ارب روپے لے گئے تھے انکا بھی نام لے لو ناں؟ نہیں میرا اپنا نہیں دوسروں نے بھی لے لیے تھے ناں اچھے خاصے ہیں میرے پاس حساب ہے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! آپ اسی پر بات کر رہے ہیں؟ نہیں میں آپکو موقع دیتی ہوں پلیز۔ اچھا جی۔ جی سی ایم صاحب آپ اس کا جواب دینا چاہیں گے۔

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): شکر یہ میڈم اسپیکر! بالکل جس ٹائم ہم نے یہ گورنمنٹ change کی ہمارے بھی تحفظات ہیں۔ کہ کسی علاقے کی development کی ہم مخالفت نہیں کرتے لیکن ہونا یہ چاہئے کہ ساتھ ساتھ اپنے علاقے کو develop کریں۔ ساتھ باقی علاقوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ تو یہ چیزیں ہم نے بھی اس پر تحفظات کیئے ہیں۔ بہر حال یہی بات ہم پنجاب کو اور فیڈرل گورنمنٹ سے بھی کہتے ہیں کہ پنجاب کو آپ نے develop کرنا ہے، کریں، ہمیں اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن باقی صوبوں کو بھی اتنا دے دیں تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ صرف ایک صوبے کو دیا جا رہا ہے۔ بجائے باقی صوبے، ایک صوبے سے نفرت کریں۔ کرنا یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں جو بیٹھے ہوتے ہیں، اپنی سیٹیں بچانے کی خاطر وہ پنجاب میں زیادہ فنڈز دیتے ہیں۔ باقی صوبے پھر اُس پنجاب کے لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں ”کہ سارے فنڈز اُدھر لیے جاتے ہیں“۔ تو اسی طرح اگر ادھر کچھ مخصوص ایم پی ایز نے اپنے علاقے میں زیادہ لے گئے ہیں، تو یہ ہونا نہیں چاہئے، سارے علاقوں کو ساتھ لیکر چلنا ہے۔ میں زمرک صاحب سے کہوں گا کہ آئندہ اس طرح نہیں ہوگا لیکن پھر بھی کوئی تحفظات ہیں، میں حاضر ہوں۔ بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ چونکہ سی ایم صاحب کی یقین دہانی پر زمرک خان اچکزئی کا سوال نمبر۔ 352 نمٹا دیا گیا۔ جی عارفہ صدیق صاحبہ! You are on point of public importance. اور please, point of public importance ہی پر بات کی جاتی ہے، اور تقریر نہیں ہوگی۔ صرف point آپ raise کریں۔ جی میں موقع دوں گی سب کو۔

محترمہ عارفہ صدیق: شکر یہ میڈم اسپیکر! 19 مئی 2015ء کو میں اور سردار رضا نے مشترکہ قرارداد پیش کی تھی اور اس اسمبلی سے وہ پاس ہو گئی تھی۔

میڈم اسپیکر: کس حوالے سے تھی؟

محترمہ عارفہ صدیق: وہ قرارداد بین الاقوامی اور صوبائی شاہراہوں کے حوالے سے تھی۔ تو اسمیں یہ سفارش کی

گئی تھی کہ کچھ شاہراہیں ہم نے قرارداد میں دی تھیں کہ ان شاہراہوں کو این ایچ اے کے حوالے کر دیا جائے۔ این ایچ اے اُسے اپنی تحویل میں لے لے۔ تو میری معلومات کے مطابق اُس میں صرف ایک شاہراہ ہرنائی تالور الائی کو این ایچ اے نے اپنی تحویل میں لی ہے۔ اور باقی شاہراہیں ابھی تک اس کی تحویل میں نہیں لئے ہیں۔ اُس قرارداد میں پھر ترمیم بھی ہو گئی تھی، بلوچ ہیلٹ کا تو مجھے نہیں پتہ، پشتون ہیلٹ سے صرف یہ ایک شاہراہ پر عمل ہوا ہے باقی پر نہیں ہوا ہے۔ تو وہ شاہراہیں ژوب تا قمر الدین کاریز، افغانستان بارڈر، مسلم N-50 تا بادینی افغانستان بارڈر، ریلوے اسٹیشن مسلم باغ N-50 تالور الائی N-70 بین الصوبائی شاہراہ، ہرنائی شہر تا N-70 لور الائی بین الصوبائی شاہراہ، کوئٹہ، نوشکی N-40 اور N-25 خالق آباد سے جوہا، نرک جوہا سے بی بی نانی شاہراہ، میر علی خیل ژوب بین الصوبائی شاہراہ۔ جو ٹانک سے جا ملتا ہے۔ یک مچ ماشکیل 80 کلومیٹر روڈ، پنجگور ایران بارڈر 60 کلومیٹر اور آواران تربت شاہراہ۔ تو میڈم اسپیکر! میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ این ایچ اے کو ایک دفعہ پھر یاد دہانی کرادیں کہ ان شاہراہوں کو اپنی تحویل میں لینی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی بگٹی صاحب! آپ۔ کیونکہ کمیونیکیشن منسٹر یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

میرسر فرزا احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): میڈم اسپیکر! یہ بہت ہی اہم ہے جس کی طرف نشاندہی کی معزز رکن نے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بھی اسکی تائید کرتی ہے۔ اور جتنی بھی جو قرارداد جس صورت میں پاس ہوئی تھی اُسی صورت میں این ایچ اے کے ساتھ اسکو take-up کرنا چاہیے۔ آپ کا آفس take-up کریگا اور گورنمنٹ کے لیول پر معزز چیف منسٹر کا آفس این ایچ اے کے ساتھ ضرور take-up کریگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کی یقین دہانی کے بعد ابھی کمیونیکیشن منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائے گا اور یہ کاغذ جو ہے سیکرٹری صاحب کو دے دیں تاکہ custody میں ہو جائے ہماری اسمبلی کی۔ اور پھر ہم اُنکے ساتھ بات کر لیں گے۔ ٹھیک ہے، این ایچ اے کے ساتھ۔ جی نصر اللہ زریے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زریے: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ میں آپ کی اور تمام ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کچھ دنوں سے، کل رات بھی، پرسوں بھی کچھ ٹی وی چینلز، کچھ اینکر پرسن، کچھ لوگ، عمومی طور پر اس ملک میں پشتون عوام کے خلاف وہ زہر اُگل رہے ہیں۔ اس ملک میں، میڈم اسپیکر! آپکو پتہ ہے کہ اس ملک کروڑوں پشتون عوام آباد ہیں۔ اس ملک میں ایک لاکھ پچپن ہزار سکوار کلومیٹر سرزمین پشتون عوام کی ہے۔ اس ملک کے سالانہ بجٹ میں پشتون سرزمین سے بہت سارے ہمارے وسائل ہیں، جو اس ملک کے عوام اُس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس ملک کے دریا سے، پانی سے پورا پنجاب، پورا آپکا سندھ جس طرح کچھی کینال اور پٹ فیڈر کینال کی بات ہو رہی

تھی۔ بلوچ عوام ہمارے پانی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ہماری مائنیز ہماری معدنیات سے ملک مستفید ہو رہا ہے۔ ہم اس ملک کے برابر کے شہری ہیں۔ ہم اس ملک کا حصہ ہیں ہم اس ملک کے باسی ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج جب tribal کے لوگ، جب فائٹا کے عوام نے جا کر کے آج سے ستر سال پہلے اس کشمیر کو جسے آزاد کشمیر کہا جا رہا ہے، اس کشمیر کی آزادی میں سب سے بڑا حصہ ہمارے قبائلی عوام کا ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر! آج قبائل کے عوام وہ چیخ و پکار کر رہے ہیں آج اُنکی فریاد سننے کیلئے کوئی نہیں ہے۔ اُنہوں نے، ایک منظور پشین نے مظاہرہ کیا دھرنا دیا اسلام آباد میں۔ اور جا کر کے وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے اُن سے مذاکرات کیے۔ اُنکے پانچ چھ مطالبات تھے، اُن میں کوئی بھی غیر آئینی مطالبہ نہیں ہے۔ really میڈم اسپیکر! آپ اُٹھا کر دیکھیں، چاروں پانچوں مطالبات اُنکے اس ملک کے آئین کے مطابق ہیں۔ کوئی غیر آئینی بات نہیں ہے۔ لیکن اسکے بدلے بجائے اس کے کہ اُنکے مطالبات تسلیم کیے جائیں۔ وزیراعظم نے اُن سے کہا ہے کہ آپکے مطالبات برحق ہیں۔ لیکن ان کے مطالبات تسلیم کرنے کے بجائے مختلف ٹی وی چینلز پر مختلف لوگ پشتون عوام کے خلاف جس طرح زہرا گل رہے ہیں۔ میں پشتون ہوں میں اس ملک کا حصہ ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اب پاکستان میں جو 'الف' کا لفظ ہے، وہ افغان کیلئے ہے۔ اس ملک کے تخلیق والوں نے جب پاکستان کا کہا ہے۔ اُس میں افغان کا لفظ ہے۔ تو اس افغان کو آج آپ پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اس پشتون کو آپ پیچھے دھکیل رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیرے صاحب! آپ پوائنٹ پر آ جائیں، کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم اسپیکر! ہمارے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ ہمارے تمام دوستوں کے یہاں جتنے بھی لوگ ہیں، چاہے جس پارٹی کے لوگ ہیں سب کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ بجائے اُسکے کہ ہم قبائل کے عوام کو ان کو ہم تسلی دے دیں اُن کی باتیں سنیں اُنکو بلائیں اُن کو جوانوں کو بلائیں اُنکی باتیں سنیں۔ اُنکے مطالبات تسلیم کریں۔ ہم اسکے پیچھے اپنے ٹی وی۔ ٹھیک ہے آپ ٹی وی پر ہمیں نہ دکھائیں۔ لیکن سوشل میڈیا جب ایک بندے کی آدھے گھنٹے کی تقریر کو لاکھوں لوگ شیئر کریں۔ آپ کس طرح ہمارے جوانوں کے جذبات کو کنٹرول کر سکیں گے؟ اُنکو بلائیں مثبت جواب دیدیں سب چیزیں مثبت لے لیں مائنس میں نہ لے لیں۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: آپ کیا مانگنا چاہ رہے ہیں؟ زیرے صاحب! پلیز آپ تقریر کرتے جا رہے ہیں۔ زیرے صاحب کا مائیک بند کر دیں۔ زیرے صاحب! آپ اس طرح نہ کریں پلیز۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: بگٹی صاحب! میں آپکو ٹائم دیتی ہوں۔ دیکھیں! میں آپ سے بار بار کہہ رہی ہوں،

bring your point within one point of public importance آپ تقریر نہیں کر سکتے۔

or two minutes. ”کہ میرا یہ مسئلہ ہے۔“ ابھی آپ نے ساری اُس بات میں، مجھے یہ نہیں سمجھ آئی کہ آپ

کس سے کہہ رہے ہیں؟ مطلب ابھی آپ چینلز سے کہہ رہے ہیں۔ آپ میڈیا سے کہہ رہے ہیں آپ سوشل میڈیا

سے کہہ رہے ہیں آپ فیڈرل گورنمنٹ سے کہہ رہے ہیں۔ بابت صاحب! آپ بیٹھیں اُنکا پوائنٹ آف آرڈر

تھا۔۔ (مداخلت) بابت صاحب! میں نے مائیک آپ کو نہیں دیا ہے۔ بگٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں

آپکو مائیک دیتی ہوں۔ بابت صاحب تشریف رکھیں میں نے آپکو مائیک نہیں دیا ہے بابت صاحب کا مائیک بند

کر دیں۔ بگٹی صاحب! آپ نصر اللہ زیرے کے اس پراگر کچھ بولنا چاہتے ہوں

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میں نصر اللہ زیرے صاحب کی چند باتوں کا میڈم اسپیکر جواب دینا چاہتا

ہوں۔۔۔ (مداخلت) میڈم! روز کے مطابق ہاؤس چلنا چاہیے۔ انکو بٹھا دیں تاکہ میں اپنی بات کر سکوں۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب! آپ پلیز تشریف رکھ لیں۔ آپ نے اس دن بھی اتنی بڑی تقریر کی ابھی بھی

کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) بابت صاحب کا مائیک بند کر لیں۔ اور یہ ریکارڈ کا حصہ نہیں بنے گا جو بھی یہ کہہ رہے

ہیں۔ بگٹی صاحب! مائیک آپ کے پاس ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: نصر اللہ زیرے صاحب کی چند باتوں کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ میڈم اسپیکر!

نصر اللہ زیرے صاحب نے فرمایا آپ بیٹھ جائیں میں آپ کی حمایت کرتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) نصر اللہ

زیرے صاحب جس طرح آپ نے خود بھی فرمایا ہے کہ سمجھ نہیں آئی کہ اُنکا پوائنٹ کیا تھا جو میں سمجھا ہوں وہ یہ کہہ

رہے ہیں کہ منظور پشتون یا منظور پشین جو بھی اس کا نام ہے۔

میڈم اسپیکر: منظور پشتون۔۔۔ (مداخلت۔ شور) بگٹی صاحب جواب دیں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! وہ خود پشین لکھتا ہے کیونکہ ڈائلیکٹ وہاں پر پشین ہے۔ اور یہاں

ہم اسکو پشتون کہتے ہیں، کہیں پشختون بھی کہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: اچھا۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: تو منظور پشتون نے جو مطالبات کیے، وزیر اعظم پاکستان سے، وہ آپ کے اتحادی

ہیں، وزیر اعظم ہیں اس ملک کے۔ خان صاحب روز اُنکے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اُنکو کہیں آپ کے مطالبات پورے کریں۔

ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو یہ آپ کے اتحادی ہیں۔ دن رات آپ اکٹھے ہوتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) وہ آپس میں کر لیں اپنا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) میڈم اسپیکر! دوسرا انکا مطالبہ ہے کہ قبائلی عوام چیخ رہے ہیں۔ بالکل ٹھیک کہتے ہیں قبائلی عوام چیخ رہے ہیں main-stream پاکستان میں آنے کیلئے۔ وہ چیخ رہے ہیں کہ ہم پر سپریم کورٹ کا قانون لاگو ہونا چاہیے۔ وہ چیخ رہے ہیں کہ ہم پر ایف سی آر ختم کی جائے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اُسکی مخالفت کون کر رہے ہیں اس کی مخالفت بھی یہی لوگ کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم اسپیکر: یہ سب کا مائیک بند کر دیں، پلیز (مائیک بند۔ شور) بگٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ لوگ میرے خیال میں اجلاس کو مناسب انداز میں نہیں چلانا چاہ رہے ہیں۔ آغا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ بگٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ لوگ معزز اراکین پلیز تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) نہیں ابھی میں اس سے زیادہ کیا چلاؤں کہ میں تمام کو ریکویسٹ کر رہی ہوں اور وہ رکنے کا نام نہیں لے رہے ہیں۔ آغا صاحب پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اس طرح نہ کریں۔ میرے خیال میں۔۔۔ جی آپ لوگ سارے تشریف رکھیں۔

قائد ایوان: میڈم اسپیکر! rule کے مطابق چلائیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ لوگ اس طرح سے اجلاس چلائیں گے، میں اجلاس نہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ لوگ سارے behave نہیں کر رہے ہیں۔ آپ لوگ پلیز سارے ممبرز تشریف رکھیں، پلیز، پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ لوگ دیکھیں۔ یہ میز ان چوک تو نہیں ہے جو آپ جلسے کے طور اس طرح لڑ رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! پلیز۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: آپ کے فلور دینے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ ہم سب اس ایوان کے جو ڈیکورم ہے، اُسکی تقدس ہے، اُسکا خیال رکھیں۔ جس کو کوئی بات رکھنی ہے وہ شائستہ انداز میں رکھیں۔ کیونکہ میں آپ کی بات نہیں کر رہا ہوں سب کی بات کر رہا ہوں۔ this is not way sir میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کہ ہم اسکی ڈیکورم کا، پہلے مجھے خیال رکھنا چاہیے۔ تو میڈم اسپیکر! کہہ رہی ہیں ہم اس کی بات نہیں مان رہے ہیں سی ایم صاحب اُٹھ رہے ہیں اس کی بات نہیں مان رہے ہیں۔ تو پھر اس طرح چلانا ہے تو پھر ہم جیسے لوگوں کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے ہم لوگ تو نکل جائینگے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: ڈاکٹر صاحب! آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں میڈم اسپیکر صاحب! آپ نے مائیک

مجھے دیا۔ جب وہ حضرات تقریر کر رہے تھے میں نہیں بول رہا تھا۔ آپ نے آغا صاحب کو مائیک دیا۔

Why he was standing and saying like this.

میڈم اسپیکر: مائیک نہیں دیا تھا۔۔۔ (مداخلت) بس آپ بیٹھ کر بات نہ کریں پلیز۔ آپ لوگ بغیر اجازت، نصر اللہ زیرے صاحب! آغا صاحب! آپ لوگ بغیر اجازت کھڑے ہو جاتے ہیں پلیز۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: اگر میں کوئی بات کر رہا تھا۔ میں جب بیٹھ جاتا ہوں اسکے بعد آپ اپنی بات کر لیں۔ جتنا آپ کو بات کرنے کا حق ہے اتنا مجھے حق ہے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ نے بات کی ہے ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میں نے بولا کہ میں نے اپنی بات کی، میرے درمیان اٹھ کے بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! اب جب میں بیٹھ جاؤں گا اُسکے بعد آغا صاحب ایک گھنٹہ بولیں زیرے صاحب دو گھنٹے بولیں، پھر چار گھنٹے میں بولوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، نہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس طرح سے یہ روڈ یہ جو ممبرز کا ہے، میں مسلسل کہہ رہی ہوں۔ ایک منٹ زیارتوال صاحب! آپ کو موقع دیتی ہوں۔ میں مسلسل کہہ رہی ہوں کہ آپ لوگ تشریف رکھیں قائد ایوان کھڑے ہو گئے ممبر کھڑے ہو گئے سابقہ سی ایم کھڑے ہو گئے۔ یہ کونسا طریقہ ہے ایک ممبر کھڑا ہوتا ہے تو دوسرا اُدھر سے اور اس طرح سے ہم بات کر رہے ہیں۔ جلسہ گاہ میں بھی اس طرح سے بات نہیں ہوتی ہے۔ کہیں عام گھر میں بھی نہیں ہوتی ہے۔ اگر آپ اس طرح سے اجلاس چلائیں گے میں اس طرح نہیں چلاؤں گی۔ یہ میں public improtance پر، آپ کو خود سے ایک ٹائم دے رہی ہوں۔ آپ اُس سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ سی ایم صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اپوزیشن لیڈر بھی ہیں دوسرے بھی ہیں آپ لوگ please اس طرح کارویہ نہ کریں۔ کہ ہم کوئی محاذ پر تھوڑی ہیں ہم ممبرز سب آپس میں colleagues ہیں۔ آپ اپنی بات رکھیں۔ جی زیارتوال صاحب، اپوزیشن لیڈر۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (قائد حزب اختلاف): میڈم اسپیکر! جو بات نصر اللہ زیرے نے ایوان کے سامنے رکھی، چھوٹی سی ایک شکایت ہے کہ میڈیا پشتون قوم کے خلاف پاکستان میں as a Nation اُسکے خلاف زہرا گل رہا ہے۔ اور یہ ایک نشاندہی کروائی تھی۔ اب اُس پر غصے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے میڈم!

media means پرائیویٹ چینلز ہیں۔ اور مختلف چینلز میں لوگ بیٹھے ہیں۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ فلاں غدار ہے فلاں یہ ہے۔ اسکی نشاندہی کرانا یا اس پر بات کرنا ایسا کوئی جرم نہیں ہے۔ اور اس پر ہوم منسٹر کی حیثیت سے، ایسی کوئی بات ہے بھی نہیں۔ جب ہوم منسٹر تقریر کیلئے اُٹھے ہیں وہ اپنی بات کریں ہم اُسکا جواب دے سکتے ہیں۔ اُس میں لڑنے جھگڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ یہ جو صورتحال ہے اس میں سرفراز صاحب نے کہا ہے کہ آپکا دوغلا پن۔ میں سرفراز صاحب آپکے سامنے پورے پاکستان کے سامنے اپنا کیس رکھنا چاہتا ہوں رکھ سکتا ہوں۔ ہم پر قبائلی علاقوں میں چار آرٹیکلز پاکستان کے لاگو ہیں۔ آئین پاکستان کے دو سو 82 آرٹیکلز میں سے صرف چار آرٹیکل اُس پر لاگو ہیں۔ وہاں جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ آپ دنیا کے کونے کونے سے لوگ لائے اُنکو تربیت دی اُنکو دہشتگردی کی تربیت دے کے وہاں بسایا۔ وہاں اُنکے لئے سارا انتظام کیا وہاں سے جو کچھ آپ کر رہے تھے وہ سب کچھ آپ نے کیا۔ پھر ایک موقع آیا کہ آپ نے ان سب لوگوں کو وہاں سے مانیگریٹ کروایا۔ اُنکو تو آپ مانیگریٹ کروائے کی جو جائیداد اور گھر تھے اُنکو مسما کر دیا۔ اربوں روپے کے، یہ سب دوست گئے ہیں پشاور سے آگے، جب جاتے ہیں افغانستان۔ آفریدی کا جو ایجنسی شروع ہو جاتا ہے اس میں اربوں روپے کی مارکیٹس بنی ہوئی تھیں سب لوگ جاتے تھے، اس سے پہلے وہ کرتے تھے۔ اُن سب کو مسما کر کیا۔ اب بات یہ ہے کہ اس طرح کی جو صورتحال ہو ایسی صورتحال میں پھر احتجاج کرنا یہ ہر انسان کا حق ہے۔ اور اُس احتجاج میں ساتھ دینا۔ اب قبائلی علاقوں کے ایف سی آر کا جو قانون ہے مطالبہ تھا کہ اس کو وہ کریں۔ جو کمیٹی بنی تھی میڈم اسپیکر! اُس کمیٹی کا اختیار یہ تھا کہ وہاں وہ اصلاحات کریں اس کمیٹی کے پاس یہ اختیار نہیں تھا کہ اُسکو فنا کو پاکستان میں ضم کریں۔ پشاور میں ضم کریں اُس پر جمعیت علماء اسلام نے پشتونخوا علی عوامی پارٹی نے اپنا مؤقف دیا ہے بحیثیت پاکستانی اور پشتون کی حیثیت سے فنا پر۔ اب اُس میں ایسی کوئی گناہ نہیں ہے اگر کوئی دوسرا، دوسرا مؤقف دے دیتا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر لیکن بات یہ ہے کہ اگر کہیں پر ہم جاتے ہیں کیا میں سرفراز بھائی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی آرمی سرفراز کی ہے زیارت وال کی نہیں ہے؟۔ یہ کیا بات کر رہے ہو یا! تم کس دنیا میں رہتے ہو کس دنیا کی بات کر رہے ہو؟۔ میری سمجھ سے بالاتر ہے؟۔ ہم اس ملک کے شہری ہیں ہمارے rights ہیں ہم اپنے rights کیلئے ڈیمانڈز کریں گے۔ وہ ڈیمانڈ جن سے بھی ہم کر رہے ہیں، اُسکا آپکی صحت پر اُسکا کیا اثر پڑتا ہے؟ خدا کیلئے اس طریقے سے تو آپ ناکریں اس طریقے سے تو آپ نابولیں آپکے پاس نہیں سرفراز بھائی۔ سرفراز بھائی پاکستان کی اس صورتحال میں جو ہمیں انٹرنیشنل تنہائی کا سامنا ہے۔ آپکو سچ بولنے کیلئے جو لوگ آپکو ملے ہیں۔ آپ کی لیڈر شپ۔ خدا کیلئے اُنکی بات اگر سن نہیں سکتے پھر اس پر خاموشی تو اختیار کر لیں۔ ہم کس تنہائی سے دوچار ہیں؟ ہم کن باتوں پر لگے ہیں ہمارے خلاف

کیا ہونے والا ہے۔ آپ پشتون کو فلاں، فلاں کر کے۔ آپ پشتون کا کیا بگاڑ سکتے ہیں اگر آپ بگاڑیں گے آپ بگاڑیں۔ پشتون کا اگر آپ اسکے بگاڑنے والے ہیں تو ایک سنوارنے والا بھی ہے پشتون کا۔ اُس ذات سے ہم توقع پھر کر سکتے ہیں۔ یہ کیا ہے یا اس طریقے سے تو نہیں ہے؟ جو میڈیا ہے جو بھی چینلز ہیں، سرفراز بھائی! میں آپ کو موقع دوں گا آپ بولیں، بالکل آرام سے بولیں۔ میڈیا سے ہمارا گلہ ہے۔ کس قانون کے تحت کس قاعدے تحت کہتا ہے کہ فلاں غدار ہے؟ کس قانون کے تحت کہتا ہے؟ اسکی شکایت نہ کرنا ہم کہاں جائینگے؟ کس قانون کے تحت وہ کہتا ہے خان شہید عبدالصمد خان کو تیس سال جیل میں گزارنی پڑی۔ ایک اسٹیٹمنٹ آپ اٹھائیں کہ اُس نے پاکستان کی کسی بھی اس کے خلاف دیا ہو ملک کے خلاف دیا ہو؟ کیا پاکستان کے اندر پشتون کی وحدت کا حق نہیں ہے؟ کیا پاکستان کے اندر انگریز نے پشتون کو تقسیم کیا ہے؟ سرفراز بھائی ہم چار حصوں میں آج بھی بٹے ہوئے ہیں، کیوں؟ کس قانون کے تحت ہم انگریز کے خلاف لڑے تھے؟ یہ تو ہمیں سمجھ میں آرہا ہے اسکی دشمنی اور پشتون کی دشمنی تھی، پاکستان پشتون کی قربانیوں کے نتیجے میں بنا ہے۔ آپ ہمیں کس بات کی سزا دے رہے ہیں؟ ہم کو واحدت چاہیے ہمیں اختیار چاہیے ہمیں ملتی تشخص چاہیے ہمیں اپنا نام چاہیے اسمیں کیا قباحت ہے؟ یہ ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے پاکستان کے ایکشن کمیشن کے سامنے آئین پیش ہے انہوں نے accept کیا ہے۔ پھر اُسکے بعد اس پر ہم نہیں بولیں گے۔ اپنے وسائل پر ہم نہیں بولیں گے؟

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ کا point آ گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: اس طرح کی باتیں نہیں ہیں میں صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: ڈاکٹر صاحب نے ٹھیک کہا اس ہاؤس کی ایک ڈیکورم ہے۔ ہم روایتی لوگ ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں اُنکے نظریات کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں اور گزارا کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں یہاں کم از کم اس بات پر مجبور نہ کریں ہم کوئی دوغلا پن نہیں کریں گے۔ clear-cut جو بات باچا خان چوک پر، میزان چوک پر، جس بھی جلسے میں ہم کر رہے ہیں، وہی بات ہم نے پاکستان کی پارلیمنٹ میں کہی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے شکریہ۔ جی بگٹی صاحب! آپ on the point of self-explanation.

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: معزز اپوزیشن لیڈر نے بالکل ٹھیک بات کی۔ ہم روایتی لوگ ہیں ایک بات ہمیں کرنی چاہیے۔ اور ایک بات اُنکو کرنی چاہیے یا for that matter کوئی بھی ممبر کر سکتا ہے۔ یہ حق ہمیں حاصل

ہے کہ ہم اپنا point of view بیان کریں۔ یہ حق جتنا نصر اللہ خان زیرے کو حاصل ہے اتنا ہی مجھے حاصل ہے۔ تو جب نصر اللہ خان زیرے بات کر رہا ہوں تو میں خاموش ہو کے سنوں۔ اور جب میں بات کر رہا ہوں تو اُسکے بیچ میں بولیں۔ میں غلط بول رہا ہوں۔ میڈم اسپیکر! میں نے غلط بول دیا لیکن still اُنکا یہ حق نہیں بنتا ہے کہ وہ میرے بیچ میں کھڑے ہو کے بات کریں اور مجھے تقریر نہ کرنے دیں۔ یہ روایت کی بات ہے۔

میڈم اسپیکر: rules کی بھی بات ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: جی۔ دوسری جہاں تک بات self-explanation کی، مجھے میرے لئے پشتون اتنے ہی دوست ہیں مجھے جتنا زیارتوال صاحب کے دوست ہیں۔ میں نے یہ جو بات کی ہے ڈائلیکٹ میں، میں نے ڈائلیکٹ لفظ استعمال کیا ہے۔ اگر اُسکو وہ توہین سمجھ رہے ہیں تو قطعاً میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ وہاں پر ڈائلیکٹ واقعی پشتین ہے، اُسکا۔ اور وہ شخص منظور خود بھی پشتین لکھتا ہے۔ اُس کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس میں آپ جائیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد آپکی توہین کرنے کی ہے نہ میں خدا نخواستہ سوچ سکتا ہوں۔ beause میرے لیے بلوچ، پشتون، پنجابی، سندھی کوئی بھی ethnic بنیادوں پر کسی division پر میں believe نہیں کرتا ہوں۔ جہاں رہی بات انہوں نے پھر دوسرا میرا نام لے کے سوال کیا۔ بالکل پاکستان کی آرمی میری بھی ہے۔ پاکستان کی آرمی آپ کی بھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ میں کسی جلسے میں کھڑا ہو کے یہ نہیں کہتا ہوں کہ دہشتگردی کے پیچھے وردی ہے۔ کیا دہشتگردی کے پیچھے اسکی وردی ہے جو روز اپنے جوان اٹھاتا ہے؟۔ کیا دہشتگردی کے پیچھے اسکی وردی ہے یہ جو جناب چیمہ پر خود کش حملے ہوتے ہیں؟ کیا دہشتگردی کے پیچھے سکھیرا کی وردی تھی جس پر اُسکی وہ پورا گھراڑا دیا تھا۔ کیا ہم سنہل کو بھول گئے ہیں کیا ہم ان کپتانوں کو، میجروں کو، اُن کرنلوں کو، اُن جنرلوں کو بھول گئے ہیں جنہوں نے اس وطن کی خاطر قربانی دی ہے؟ تو یہ کہنا کہ اُس دہشتگردی کے پیچھے وردی ہے اس پر مجھے اعتراض ہے۔ میرے جلسے آپ نے اٹینڈ کیئے ہیں میرے جلسوں میں یہ نعرہ نہیں لگا۔ مجھے اعتراض اسی بات کا ہے کہ آپ جیسے قد آور لوگ، آپ جیسے سیاسی لوگ آپ جیسے آئین کے ماننے والے لوگ۔ کیا آئین پاکستان کی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ آپ جو آپکی آرمی ہے اُسکے خلاف تنقید نہیں کر سکتی۔ آئین میں لکھا ہے آئین بنانے والوں نے لکھا ہے۔ آپکے بزرگوں نے اس آئین پر sign کیا ہے۔ آپکے لوگ شامل تھے میرے لوگ شامل تھے تو میں آئین سے ہٹ کر تو بات نہیں کر رہا ہوں۔ تو میرا point of view یہ ہے اگر میری کسی بات پر آپ کی دل آزاری ہوئی ہے، میں اُسکے لئے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن میرا point of view رکھنے کا بھی اتنا ہی حق ہے جیسا کسی اور کا ہے۔ تو میں نصر اللہ صاحب اور آغا لیاقت صاحب سے ذاتی طور پر اس بات کی معافی مانگتا ہوں اگر انکی دل آزاری ہوئی ہے۔ اس گزارش کے

ساتھ کہ میں جب بولوں تو آپ نہ بولیں۔ جب آپ بولیں تو میں نہیں بولوں گا۔ آپ جب بول چکے، اُسکے بعد میں بھی بولوں گا۔ جب میں بول چکا پھر آپ بھی بولیں۔ پورا دن اس بحث میں حصہ لیں گے۔ کوئی اور فورم ڈھونڈ لیں۔ اس فورم پر نا صحیح تو کسی میڈیا پر کبھی public place پر، کسی پارک پر۔ I am always there میں آپکے ساتھ سیر حاصل گفتگو، سیاسی گفتگو کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر تیار نہیں ہوں کہ جب میں بولوں تو آپ بیچ میں بولیں۔ میں ویسے ان پڑھ آدمی ہوں۔ آپکی تو بڑی ٹریننگ ہوئی ہے۔ میں تو بھول جاتا ہوں کہ میں بول کیا رہا تھا، شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی قائد ایوان، قائد ایوان بات کرنا چاہتے ہیں۔ زیارتوال صاحب! پہلے قائد ایوان بات کر لیں پھر آپ۔

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): میرے خیال میں اسکو اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے۔ مجھے اگر اجازت دیں۔ شکریہ میڈم! جس طرح آج ہم نے اس ہاؤس کا behaviour دیکھا، ہمارے محترم ہمارے معزز ممبران نے جس طرح رویہ اپنایا میرے خیال میں یہ ہماری نہ روایت میں ہے نہ اس ہاؤس کے تقدس کو برداشت کر سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھیں۔ ہم اس ہاؤس کے احترام میں اس طرح کی چیزیں کریں گے، لوگ ہمیں دیکھ کر سبق سیکھتے ہیں۔ اس ہاؤس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ اگر ہم اس طرح کی باتیں کریں گے ہاؤس کی یہ تقدس پامال کریں گے میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ جس طرح ہمارے سابقہ سی ایم صاحب نے کہا کہ ہمیں اس طرح کا رویہ نہیں اپنانا چاہیے۔ اور ہمیں ایک دوسرے کو سننا چاہیے اور برداشت کرنا چاہیے۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کی باتیں سنیں۔ لیکن یہ جو پبلک نوٹس جو یہ بات ہے، میرے خیال میں یہ نہیں آتی نہیں ہے۔ میڈیا ہے، میڈیا کی باتیں ہیں۔ میڈیا اپنی ریٹنگ پر چلتا ہے ہمیں بھی اعتراض ہے کہ بلوچستان کو اس طرح میڈیا کو ترجیح نہیں دیتا ہے جتنا کو ترجیح دینا چاہیے۔ پنجاب میں اگر باقی صوبوں میں چھوٹا بھی مسئلہ ہوتا ہے، گھٹے گھٹے اُنکو کو ترجیح دیتے ہیں۔ تو وہ ریٹنگ کے پیچھے جاتے ہیں۔ اگر انکو ریٹنگ نہیں ملتے ویسے چیزوں پر نہیں جاتے۔ بہر حال ہمارے ملک میں جن حالات اور جس دہشتگردی کا دور دورہ تھا آئے دن لوگ مارے جا رہے تھے۔ خود کش حملے ہو رہے تھے ہر جگہ لاشیں گر رہے تھے۔ تو جب فوج نکلی ہے اور اس نے اپنی جان پر کھیل کے اپنے جوانوں کو انکی جوانی، وہ ہم سے ہیں فوج ہم سے ہیں باہر سے نہیں ہیں ہمارے ہی بچے ہیں فوج میں۔ انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے کراچی میں روزانہ سو کے قریب لاشیں گرتی تھیں۔ آپ کے پی کے میں دیکھیں، ہر جگہ خود کش حملے ہوتے تھے آپ وانا میں دیکھتے تھے کیا حال تھا گورنمنٹ کارٹ ختم ہو چکا تھا یہی فوج ہے یہی ہماری فورسز ہیں یہی ہماری سیکورٹی ایجنسیز ہیں انہوں نے اپنی

جان کا پروا کئے بغیر ان دہشتگردوں کا مقابلہ کیا آج الحمد للہ ملک ایک اچھے راستے پر جا رہا ہے، ترقی پر جا رہا ہے۔ ”دہشتگردی کے پیچھے وردی ہے“۔ اپنی فورسز جو قربانیاں دے رہی ہیں ہمیں انکو appreciate کرنا چاہیے۔ فوج ہم سے ہیں آپ کے پٹھان فوج میں ہیں ہمارے بلوچ فوج میں ہیں۔ بلوچ تو بہت کم ہیں پٹھان تو بہت زیادہ ہیں ہماری سب تو میں خدارا! ان چیزوں سے نکلیں۔ قوموں کو مت بانٹیں۔ ہم ایک پاکستانی ہیں چاہے جو قوم میں ہیں بلوچ ہیں پٹھان ہیں پنجابی ہیں پشتون ہیں سندھی ہیں ہزارے ہیں۔ جتنی قومیں ہیں، یہ پاکستانی ہیں۔ ہم انکو اکٹھا کریں ہم انکو کیوں لڑا رہے ہیں قوموں میں بانٹ رہے ہیں ان چیزوں سے باہر نکلیں اور پاکستان اور بلوچستان کی ترقی میں کردار ادا کریں۔ اور ان چیزوں سے اپنی فورسز کا مورال بلند کریں۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے) ہمیں یہ نہیں چاہیے کہ ہم اس طرح کے کاموں میں نکلیں۔ اور میرے خیال میں اس طرح آپ گھنٹے گھنٹے تقریر کریں گے میڈم! آپ کی بہت مہربانی آپ واحد اسپیکر ہیں جس نے ہاؤس کو اتنی اجازت دی ہے۔ زیر و آور بھی دیا ہے۔ پبلک نوٹس میں بھی آپ اُنکوں سے رہے ہیں۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس ہاؤس کا احترام کریں۔ آپ کے فیصلوں کا اگر فیصلے آپ کے نہیں مانتے ہیں آپ سخت stand اس پر لے لیں۔ اگر کوئی عمل نہیں کرتا تو آپ اپنے سارجنٹ کو بھیج کے انکو نکال بھی سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارتو! صاحب! میں ایک چیز پڑھ کر سنا دوں پھر آپ کو موقع دیتی ہوں، ٹھیک ہے۔ دیکھیں! یہ جو آج ہوا اور مسلسل کچھ session سے ہو رہا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کی بڑی مشکور ہوں، ہمیشہ وہ اٹھ کر جو ہے تمام ممبران کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کس طرح سے آپ اپنا جو اختیار ہے اپنی بات ہے کس انداز میں آپ ایوان میں رکھ سکتے ہیں۔ میں نے نہیں دیکھا، ہم سب مختلف دوروں پر جا چکے ہیں انگلینڈ میں گئے ہیں آپ کو پتہ ہے۔ اسپیکر صرف ایک دفعہ yes یا no کہہ دے تو پرائم منسٹر بھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھتی نہ بیٹھتی ہے۔ تو مجھے سمجھ نہیں سمجھ آ رہی ہے کہ یہ book تو آپ لوگوں کو پہلے دن دے دی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی میرا دل چاہا ہے کہ میں ابھی آپ کو دو چیزیں پڑھ کر بتا دوں۔ کیونکہ اسپیکر کسی روز کی کارروائی نمٹانے کے بعد ارکان کو عوامی اہمیت کے حامل نکات اٹھانے کے لیے وقت کا تعین کر سکتا ہے۔ اور اُسے اجازت دے سکتا ہے۔ کوئی بھی عوامی اہمیت کا نقطہ اسپیکر کی طرف سے قبل اڑیں اٹھایا گیا عوامی اہمیت کے نقطے کو اٹھائے بغیر اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اب درمیان میں سارے جو cross talk کر رہے ہوتے ہیں یہ اسکی بات ہے۔ اچھا بھی نہیں لگتا ہے کہ میں چیخ چیخ کر آپ لوگوں کو منع کروں اور آپ کے مائیک بند کروں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے مائیک بند کرنے کا۔ لیکن ایک میں attitude کی بات کر رہی ہوں کہ اُس وقت صورتحال ایسی ہو جاتی ہے کہ جس کے بعد اسکے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ متعلقہ وزیر

عوامی اہمیت کے نقطے کا جو اجلاس میں موجود کسی رکن نے اٹھایا ہو وہ جواب دیگا۔ ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ وزیر کیوں اٹھا؟ کیوں جواب دے رہا ہے؟ میں نے انہیں اجازت دی ہے وہ جواب دے سکتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کا point of view آسکتا ہے۔ اور اگر کسی صورت میں وزیر موجود نہ ہو تو اسپیکر فیصلہ کریگا کہ اس نقطے کو کسی دوسرے دن اس مقصد کیلئے اٹھایا جائے یا اس پر جو بھی اس کا فیصلہ ہوگا وہ کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ ابھی جس طرح سے سی ایم صاحب نے کہا یہ تمام ہم رولز میں لاکھ ہیں چیزیں۔ call notice اور attention اور point of public importance میں واحد اسپیکر اس طرح سے ہوں کہ پہلے یہ چیزیں ہمارے رولز میں نہیں تھیں۔ ابھی ہم نے ڈالی ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ جو بھی ممبر اپنی بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ واحد ذریعہ ہے اسمبلی۔ جس میں وہ اپنی بات حکومت تک بھی پہنچا سکتا ہے۔ اور جہاں بھی ہو جن محکموں تک وفاقی حکومت تک جہاں بھی وہ پہنچانا چاہتا ہے وہ پہنچا سکتا ہے۔ ابھی میں دیکھتی ہوں کہ یہ دو جملے اور بھی میں پڑھ کر آ کو بتا دیتی ہوں تاکہ آپ کو احساس ہو اس سے زیادہ نہیں پڑھوں گی۔ کوئی رکن جب ایوان میں بیٹھا ہو تو نہ وہ اخبار یا خط پڑھے گا، سوائے اسکے کہ اس کا تعلق ایوان سے یا کارروائی ہو، اسکی اجازت ہوتی ہے۔ کسی رکن کی تقریر کے دوران ربط فقروں یا تبصرے کے ذریعے یا کسی دیگر بے ضابطہ طریقہ کار پر اسکی تقریر میں مداخلت نہیں کریگا۔ صاحب صدر اور کسی رکن کے درمیان سے جو تقریر کر رہا ہو even وہ اسکے سامنے سے نہیں گزر سکتا۔ جب اسپیکر ایوان سے خطاب کر رہا ہو تو ایوان سے کوئی باہر نہیں جائیگا۔ ہمیشہ صاحب صدر کو مخاطب کریگا۔ بجائے کہ آپ ایک دوسرے کو مخاطب کر رہے ہوں۔ ایوان سے خطاب کرتے وقت اپنی نشست پر ہوگا اور جب تقریر نہ کر رہا ہو تو خاموشی برقرار رکھے گا۔ کارروائیوں میں رکاوٹ پیدا نہیں کریگا نہ ہی تقریر میں مداخلت کریگا۔ اور نہ ہی شیشی کی آوازیں نکالے گا۔ اور جب ایوان میں تقریر جاری ہو، تو اس دوران تبصرہ کرنے سے گزریں کریگا تقریر کرتے ہوئے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم یہ شیشی کیا ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر: مطلب، جس طرح کی بھی آپ آوازیں کہیں خاموشی اختیار کریں یا اس طرح سے کوئی۔ تقریر کرتے ہوئے گیلریوں میں سے کسی۔ اور جب اسپیکر بات کر رہا ہو تو کوئی ممبر بات نہیں کریگا۔ تقریر کرتے ہوئے گیلریوں میں سے کسی گیلری میں موجود اجنبیوں کے بارے میں کوئی حوالہ نہیں دیگا۔ جس طرح سے ابھی حوالہ دیا گیا۔ یہ تھوڑی سی چیزیں میں نے پڑھی ہیں، صرف اس لیے کہ آپ کی یاد دہانی ہو۔ مجھے جاتے جاتے آخری دنوں میں شاید آپ لوگ اس پر عملدرآمد کر لیں۔ بلوچستان اسمبلی بڑی خوبصورت اسمبلی ہے اور میں تمام ممبران کا، تمام آپ لوگ میرے colleague ہیں سردار صاحب! ابھی میں نے پڑھ کر بتایا اور ابھی آپ ماشاء اللہ اسی طرح۔ اور

آغا صاحب! آپ کر رہے ہیں۔ یہ اسمبلی ہماری بڑی روایتی اسمبلی ہے بڑا خوبصورت وقت بھی گزرا۔ اچھے برے جو بھی ہیں جیسے زیارتوال صاحب نے کہا سی ایم نے کہا۔ ہم لوگ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ لیکن unfortunately پچھلے کچھ سیشن سے ان روایات کا خیال نہیں رکھا جا رہا ہے۔ رولز پر پابندی میں بڑے اچھے طریقے سے کراسکتی ہوں۔ مجھے بار بار کہا کہ اب میں اپنا اختیار استعمال کروں۔ بہت سی چیزیں کراسکتی ہوں۔ مجھے کہا گیا۔ محترمہ شانکہ رضا صاحبہ بڑا سخت رویہ اپناتی ہیں۔ میں خود ایک روایت پسند انسان ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ میں ان چیزوں کو یہاں کروں۔ ہم سب ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے As a Custodian کہ آپ تمام میرے لیے محترم ہیں۔ اگر آپ اپنے احترام کو برقرار رکھیں تو دوسرے کا احترام بھی اور دوسرا بھی آپ احترام کریگا، thank you۔ جی زیارتوال صاحب۔ زیارتوال صاحب! بولیں پھر آپکو بتاتی ہوں۔ شاید وہ point of public۔ آپ کس پر بات کرنا چاہ رہا ہے۔ نہیں speech کوئی نہیں ہوگی۔ ابھی speech پر کوئی speech نہیں۔ زیارتوال صاحب! چونکہ آپ پہلے بول چکے ہیں۔ میں باقیوں کو موقع دوں پھر آپ کو۔ یا اسی نقطے پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ چلیں پہلے میں اپوزیشن لیڈر کو موقع دیدوں پھر آپ سب کو موقع دوں گی۔ سی ایم صاحب نہیں جا رہے وہ بیٹھے ہوئے ہیں پورا موقف۔ سی ایم صاحب آپ تشریف رکھ رہے ہیں۔

قائد ایوان: میڈم! میں بیٹھا ہوں میں سب کی سنوں گا کہیں نہیں جا رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں میں بیٹھا ہوں میں سب کے point of order لے لوں گا جی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! مسئلہ جو ہمیں درپیش ہے۔ وہ یہ ہے سرفراز بیٹھے ہیں سرفراز صاحب ہمارے ساتھ ریلوے لائن، اسکی bridges جو اڑا گئے تھے۔ اور وہ تعمیر کے لیے انکے منسٹر صاحب آئے تھے اسلام آباد سے۔ ہم گئے تھے وہاں ہرنائی اور سی کے درمیان ہیلی کاپٹر کے ذریعے سے۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی ساتھ تھے وہ لائن تقریباً مکمل ہو گئی ہے۔ سرفراز بھائی سے گزارش یہ ہے کہ ایف سی والے ان سے کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو protection نہیں دے سکتے ہیں۔ جب یہ سارا لائن کام مکمل ہو رہا ہے مکمل ہو گیا ہے تو اس بنا پر آپ کے سامنے کہا تھا کہ مارچ میں ہم آپ کو ریلوے شروع کر کے دیدیں گے۔ میں کل گیا تھا۔ آیا ہوں تمام جو کام ہے اسکو بند کیا ہے اپریل کا مہینہ جا رہا ہے، ایف سی کے۔ آئی جی ایف سی سے میں نے ٹیلیفون پر چار پانچ دن پہلے بات بھی کی تھی اور انکو تمام کہانی بھی سنائی تھی۔ اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا تھا قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں، وہ ذرا سنیں۔ قائد ایوان صاحب سے بھی یہ گزارش ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ریلوے کو چلانے روڈ کی ضرورت ہے اور روڈ کے لیے پیسے پڑے ہیں۔ اور انہوں نے دو سال سے اسمیں آج اور کل کرتے کرتے ابھی بھی پاس نہیں ہیں لمبی

چوڑی تقریر اسمیں لکھ دی ہے۔ ایسا ہے ویسا ہے۔ 400 million روپے ہمارے پڑے ہیں۔ انہوں نے جو estimate بنایا ہے بہت بڑی ندیاں آتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہماری یہ ہے، ہمیں جو مسئلہ درپیش ہے، وہاں کے حوالے سے ہے۔ انہوں نے یہاں تک سرفراز بھائی سے بھی کہا کہ ہم نے bridges اب ایسے بنائے ہیں کہ اس پر آپ روڈ بھی گزار سکتے ہیں اور ریلوے بھی گزار سکتے ہیں۔ سرفراز صاحب وہاں ہمارے ساتھ تھے۔ اب وہ کام بند ہے ریلوے دو ارب روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں۔ لیکن دو ارب خرچ کرنے کے بعد وہ complete نہیں ہو رہا ہے۔ اور آئی جی ایف سی نے مجھ سے کہا کہ میں تیار ہوں protection دینے کے لیے۔ ایک یہ ہے کہ یقین دہانی کی ضرورت ہے۔ این ایل سی نے وہ کام لیا ہے۔ این ایل سی کا کام انہوں نے بند کروایا ہے۔ وہ کام دوبارہ سے شروع ہو اور ریلوے کی لائن مکمل ہو رہی ہے۔ ہمارے پاس ہمارا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہمیں تقریباً 150 میل کوئٹہ آنا پڑتا ہے کوئٹہ سے 100 میل پھر سب جانا پڑتا ہے۔ وہاں سے صرف 55 میل کے فاصلے پر۔ تو میں سرفراز بھائی آپ سے اور عبدالقدوس صاحب سے ابھی پتہ نہیں یہ محکمے کا پتہ تو نہیں چلتا ہے کہ مولانا صاحب چلا رہے ہیں، آپ چلا رہے ہیں؟ لیکن آپ مہربانی کریں۔ ایک مہربانی کریں جو میری یہ اسکیم ہیں پیسے پڑے ہیں۔

قائد ایوان: میڈم اسپیکر! انہوں نے بہت زیادہ اس بات کو ہر جگہ پھیلایا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ میرے پاس ہے۔ اور اس کا منسٹر ہیں ہوں۔

قائد حزب اختلاف: اچھی بات ہے کہ آپ کے پاس ہے آپ کم سے کم۔۔۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ point لائیں۔

قائد حزب اختلاف: یہ گھر کی مداخلت بند کروادیں باقی خیر ہے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ کا point آ گیا۔

قائد حزب اختلاف: میرا point آ گیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اسکیم کو پاس کروائیں۔ آپ کو لیٹر لکھ کر کے

بھجوایا ہے پورا پلندہ ساتھ attach ہے۔ قائد ایوان کی حیثیت سے سرفراز بھائی! آپ اپنی فورسز کے حوالے سے ہمیں کم از کم یہ assurance کروائیں کہ وہ ریلوے لائن مکمل ہے یا مکمل ہونے جا رہی ہے۔ اس میں کم سے کم اس کو چلائیں۔ باقی روڈ کا کام جب شروع ہوگا، اُسکے ذریعے سے واقعتاً تحفظ اسکے ذریعے سے ممکن ہے۔

میڈم اسپیکر: Ok, thank you جی ہوم منسٹر بگٹی صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: شکر یہ میڈم اسپیکر! دو points کی طرف honourable opposition

leader نے نشاندہی کی ہے۔ ایک سیکورٹی گارڈ ہے، جو ریلوے کی سیکورٹی ہے۔

میڈم اسپیکر: یہ مائیک کھولیں گئی صاحب کا مائیک کام نہیں کر رہا ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: مائیک کھلا ہوا ہے میڈم! لگتا ہے آغا صاحب نے بددعا دی ہے۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم! یہ سسٹم تبدیل کر لیں۔

میڈم اسپیکر: جو ابھی آپ لوگوں نے نئے بجٹ میں پیسے پاس کیے تو آجائیں گے ہمارے پاس۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: وہ شاہ صاحب ہیں میڈم! بددعا دی ہے، سید ہیں، لیاقت آغا صاحب۔

میڈم اسپیکر: سی ایم صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے یہ سارا پاس کر دیا۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: میڈم! thank you سی ایم صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے کہ یہ سارا پاس

ہو جائیگا۔ لیکن میرے مائیک پر لگتا ہے کہ سید صاحب نے دعویٰ تھی۔ تو میڈم اسپیکر! میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ

اگر ہمیں important project ہے ریلوے کا۔ اور اس سے ساری trade ہونی ہے ہمارے خاص طور

پر coal کی trade ہونی ہے۔ اور یہ ہمارے ٹرانسپورٹ کے ذریعے ہوتی ہے، اس سے 100%

ہمیں profit ہوگا۔ اگر وہ ریل کے ذریعے ہوگا تو یقین دلاتا ہوں کہ میں آئی جی ایف سی سے بات کروں گا۔ اور اگر

ہمیں requisite کرنی پڑی تو سیکرٹری ہوم یہاں بیٹھے ہیں، میں انکو ابھی direct کر رہا ہوں کہ وہ

requisite اگر ہمیں کرنا پڑی تو بھی ہم ایف سی کو requisite کر کے اس پراجیکٹ کو انشاء اللہ تعالیٰ

complete کرائیں گے۔ ہمارے hand سے security کی وجہ سے یہ رکھے گا، انشاء اللہ۔ باقی وہ

سی ایم صاحب بتائیں گے۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: آپ دونوں تشریف رکھیں please، پہلے ایک conclude ہو جائے۔ اُنکا ابھی دوسرا

point رہتا ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: جو دوسرا point ہے، وہ بجٹ سازی ہم کر رہے ہیں۔ اُس میں ڈیپارٹمنٹ کی طرف

سے یہ proposal آئیگا۔ تو اُس پر جو core committee بیٹھے گی، انشاء اللہ ضرور decision لیں گے۔

مقامی حزب اختلاف: سرفراز بھائی! تین مرتبہ وہاں پر پیش ہوا ہے۔ یہ پاس بھی کیا ہے۔ منظور بھی کیا ہے۔

دوبارہ سے مینٹنگ بلائی ہے، دوبارہ سے cancel کر دیا ہے۔ خدا کیلئے پیسے، پی ایس ڈی پی کی اسکیم ہیں۔

وزیر محکمہ داخلہ قبائلی امور: جی جی please میں سمجھ گیا ہوں اگر پی ایس ڈی پی میں reflected ہے تو ہم

انشاء اللہ تعالیٰ اس کو address کریں گے اور میں زیارتوال صاحب کو monday کو بتا دوں گا۔

میڈم اسپیکر: آپ چیئر میں اس سے ملیں۔ جی حسن بانو صاحبہ You are on point of public importance

محترمہ حسن بانو خوشانی: بہت بہت شکر یہ میڈم! ابھی ہم ناراض ہو کر جا رہے تھے کہ آپ نے نام پکار لیا۔ میڈم اسپیکر! آپ کے توسط سے میں گورنمنٹ کی توجہ دلوانا چاہتی ہوں۔ میں نے یہاں توجہ دلاؤ نوٹس بھی بھیجا تھا۔ لیکن آپ کا سیکرٹریٹ کہہ رہا ہے کہ کوئی وجوہات کی بنا پر وہ توجہ نہیں آسکتی۔ مسئلہ کچھ ایسا ہے کہ ہمارے پی ٹی سی ایل کا جو محکمہ ہے وہاں جو ڈپنٹری ہے وہاں لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ تو وہاں لیڈیز جاتی رہتی ہیں۔ میڈم اسپیکر: ابڑو صاحب! غور سے سنیں آپ کے حوالے سے ہیں۔

محترمہ حسن بانو خوشانی: جو مرد حضرات ہیں وہی لیڈیز کی چیکنگ بھی کر رہی ہوتی ہے اور انہی کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ تو بعض خواتین میرے پاس یہ مسئلہ لے کر آئی ہیں تو انہوں نے یہ کہا ہے ہم قبائلی لوگ ہیں اور ہمیں شرمندگی محسوس ہوتی ہے لہذا وہاں ایک لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کی جائے اور ہم اس مسئلے سے relax ہو کر اپنے علاج معالجے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ اور دوئم جو point of order تھا میں نے اس دن کہا تھا وہ بچوں کے حوالے سے۔ انکے اس دن کے بعد سی ایم صاحب نے خود یقین دہانی کرائی تھی لیکن حالات ویسے جوں کے توں ہیں جو بچے وہاں بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے آج بھی وہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ رات کے 11 بجے بھی آپ چلے جائیں تو بچے آپ کو وہاں بیٹھے ہوئے نظر آسکتے ہیں۔ thank you very much۔ میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے یہ ہوتا ہے point of order۔ جو انہوں نے بڑے مختصر وقت میں اپنا point اٹھایا۔ ابڑو صاحب! آپ اس بارے میں response دینا چاہیں گے۔

میر عبد الماجد ابڑو (وزیر محکمہ صحت): میڈم اسپیکر صاحبہ! جیسا کہ میڈم نے نشاندہی کرائی ہے کہ اس طرح کا واقعہ پیش آ رہا ہے تو انشاء اللہ اس پر دیکھتے ہیں جو بھی اس طرح کا اگر پایا جاتا ہے، تو اسکو change کر کے اس پر لیڈیز وہاں تعینات کی جائیگی۔

میڈم اسپیکر: نہیں، آپ کیا کہہ رہے ہیں sorry آپ نے کہا کہ خود تعینات تو آپ کریں گے۔ وزیر محکمہ صحت: کی جائیں گی۔

میڈم اسپیکر: اچھا کی جائیں گی۔ اچھا sorry میں سمجھا شاید کیا جائے۔ تو میں نے اس لیے کہا۔ جی ٹھیک ہے آپ کے point of order پر انہوں نے response کر دیا ہے۔ یا سیمین صاحبہ! آپ You are on point of public importance. خواتین کو بھی ٹائم دیدیں سردار صاحب۔ پھر آپ کی باری ہے۔

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: thank you so much میڈم اسپیکر! شکریہ آپ نے خواتین کی تعریف کی۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! آپ کو بھی باری دیں گے۔

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: to the point جو خواتین بات کرتی ہیں میڈم اسپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی کہ آپ نے تعریف کی حسن بانو صاحبہ کی۔ اور میرے خیال میں اس ایوان کے اندر اگر آپ دیکھ لیں پچھلے چار پانچ سالوں کا ریکارڈ سب سے زیادہ جو to the point اور مختصر بات کرنے والی وہ ہماری خواتین ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: ہم لوگ غلطی سے اگر کسی موضوع پر زیادہ اگر بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہاں سے آوازیں آتی ہیں کہ مختصر مختصر۔

میڈم اسپیکر: لیکن ڈاکٹر عبدالملک بلوچ کی تعریف کروں گی کہ to the point بات کرتے ہیں۔

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: اچھا! میڈم! میرا جو ایک اہم مسئلہ ہے منسٹر ایجوکیشن صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہے کل میں گئی تھی۔ وہاں پر پریس کلب سامنے، ہمارے کمیونٹی سکول ٹیچرز احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مطلب وہ اساتذہ کرام جن کو اسکول میں ہونا چاہیے پچھلے کئی دنوں سے وہ کیمپ میں احتجاج پر ان کا جو منڈ عا ہے یا ڈیمانڈ ہے، وہ یہ ہے کہ اس وقت میرے خیال میں کوئی چھ سو سے زائد ہمارے کمیونٹی سکول ہیں جو کہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے under چل رہے ہیں۔ انکا یہ ہے کہ مطلب 4 ہزار پر وہ ان کو تعینات کیا گیا تھا۔

میڈم اسپیکر: طاہر صاحب! سنیں آپ کے حوالے سے بہت important بات ہے۔

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی: شروع میں ان جو اساتذہ کرام ہیں، انکو 4 ہزار پر جو تعینات کیا گیا تھا، کافی ٹائم بالکل، انکی salary increase کر کے کوئی 10 ہزار کے قریب پہنچی ہے، still under-grade ہے، جو ہم نے legislation کی ہے، اُسے لیبز لاز کے حساب سے جو ان کی salary کم ہے۔ لیکن یہ ہے کہ مطلب وہ بھی چار، چار پانچ، پانچ مہینے کے بعد انکو salary ملتی ہے۔ اب پچھلے دس گیارہ سالوں سے کمیونٹی سکول چل رہے ہیں۔ جو teachers ہیں وہ over age ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ اسکولوں کے لیے jobs کے لیے وہ apply نہیں کر سکتے ہیں۔ انکی ڈیمانڈ ہے کہ انکو permanent کیا جائے

تاکہ جو uncertain situation ہے جس سے وہ گزر رہے ہیں وہ انکا issue جو ہیں وہ resolved ہو جائیں۔ تو اس میں منسٹرا ایجوکیشن صاحب کی جو ہے وہ چاہیے۔

میڈم اسپیکر: ok thank you جی منسٹرا ایجوکیشن طاہر محمود صاحب۔

جناب طاہر محمود خان (وزیر محکمہ تعلیم): شکر یہ میڈم اسپیکر! وہ کہتے ہیں دیر آید درست آید۔ یہ معاملہ احتجاج جو ٹیچرز کر رہے ہیں پچھلے 5 سال سے، continuously کر رہے ہیں۔ اور مجھے بڑے افسوس ہے ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں ہمارے EX-CM نہیں ہیں۔ اور انہوں نے کل جو وہاں ملے ہیں میں نے اخبار میں ایک تراشہ پڑھا ہے انکا۔ انہوں نے بالکل clear-cut یہ کہا ہے کہ ہمیں بڑا افسوس ہے سابقہ حکومت کے اس پر انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ اُس وقت میڈم کو شاید خیال نہیں آیا۔ بہر حال احتجاج ہے وہ کر رہے ہیں احتجاج کرنے سے پہلے اگر وہ مجھ سے مل لیتے۔

میڈم اسپیکر: احتجاج وہ ابھی کر رہے ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: مجھ سے مل لیتے۔ اور اسکے بعد پھر احتجاج میں بیٹھتے۔ تو میری اب بھی یہ خواہش ہے کہ وہ آ کر مجھ سے مل لیں۔ اگر مجھ سے وہ کام ہو سکے گا تو میں انشاء اللہ حل کرنے کی کوشش کر دوں گا۔

میڈم اسپیکر: طاہر صاحب! آپ سے لوگوں کو بڑی امیدیں ہیں۔ آپ پہلے بھی منسٹر رہے ہیں یا سمین صاحبہ طاہر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھ سے مل لیں تو میں پھر ان کی بات سنوں گا اور اسے حل کر دوں گا۔

وزیر محکمہ تعلیم: اگر مجھ سے نہیں ہو سکے گا، میں سی ایم صاحب سے بھی کہہ دوں گا، ایک وفد میرے پاس آجائے تو انشاء اللہ جو میرے بس میں ہوگا 45 دنوں میں میں ضرور کر دوں گا۔

میڈم اسپیکر: ok thank you جی سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! میرا point of order تو نہیں تھا۔ میں سی ایم صاحب سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ نکل گئے۔

میڈم اسپیکر: شاید نماز کیلئے نکل گئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: لیکن یہ بھی چلا گیا دونوں۔ بابت لا لاجھی۔

میڈم اسپیکر: جی آپ بولیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو چار مہینے کا سی ایم ہے۔ ابھی تو اُسکے ڈھائی مہینے تو پورے ہو گئے۔ ڈیڑھ مہینہ بچتا ہے۔ یہ وہ روایت قائم کر رہے ہیں کہ پچھلے تو جو دو، دو سال۔ ڈھائی، ڈھائی سال گزارے وہ

تو یہ روایتیں قائم نہیں کر سکے۔ تو میں اسکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ لاہور سے لیکر اسلام آباد تک بس میں سفر کیا۔ اور بابت لالاساڑھے چار سال جب منسٹر تھا۔ تو کبھی بس میں نہیں بیٹھا۔ میں اسکو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اُس نے بس میں سفر کیا۔ اور آج جو بردست ہوا ہے۔ کم از کم یہ ڈھائی مہینے والا جوسی ایم ہے۔ جس میں ہم جو ہے نا۔ میں پانچ سال سے اُسکا قیدی ہوں۔ اور اُس سے پہلے بھی میں قیدی رہا۔ تو میں سی ایم صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ آج کوئٹہ ڈسٹرکٹ جیل کی ہوا کھا کر آگئے۔ اور وہاں جو قیدیوں کا کھانا ہے وہ بھی کھایا۔ تو میری خُدا سے دُعا یہ ہے کہ جو آنے والے سی ایم اپیں وہ بھی ہوا کھاتے رہے۔ اور جو پچھلے تھے اُنکو بھی اللہ تعالیٰ یہ توفیق دے کہ وہ بھی ہوا کھائیں۔

میڈم اسپیکر: مہربانی آپکی۔ thank you جی۔ جی میرے عاصم گروگیلو صاحب آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟۔۔۔ (مداخلت) اچھا۔ زیارتوال صاحب۔ This is the last point۔ جی۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سرفراز صاحب اور بھی ایک ساتھی تھے۔ ہم پیرامیڈکس والوں کے اور ڈاکٹروں کے اُس پر گئے تھے۔ اُنکا مسئلہ اب تک حل نہیں ہوا تھا۔ ہم تحریک التوا بھی اُس وقت لے آئے تھے۔ اور اُسکا مسلسل پیچھا کر رہے تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں نہیں تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں نہیں تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب آگئے ہیں۔ اور ہم نے اُنکے ساتھ وہاں وعدہ کیا تھا۔ ہم جتنے دوست گئے تھے کہ اُنکے مطالبات حل کروائیں گے۔ اور جو مطالبات تھے وہ بھی لکھے ہوئے تھے۔ اور اُسکے جو اخراجات تھے وہ بھی لکھے ہوئے تھے، وزیر اعلیٰ صاحب کے آنے تک۔ اور سمری وزیر اعلیٰ کی ٹیبل پر پڑی ہوئی ہے۔ لیکن وہ مسئلہ اب تک حل نہیں ہوا ہے۔ تو میں اتنی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔ سرفراز صاحب بیٹھے ہیں۔ کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالیں۔ اور اس کو solve کرنے کا جو بھی طریقہ کار ہے۔ سمری وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ آگئی ہے سب کچھ۔ اب اُنکی ٹیبل پر ہے۔ تو کم از کم اسکو حل ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی بگٹی صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر داخلہ و قبائلی امور): میڈم اسپیکر! بالکل زیارتوال صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں۔ وہاں ہم گئے تھے۔ Honorable Minister for Health بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اور وہ پھر سپریم کورٹ کے جب چیف جسٹس صاحب تشریف لائے تو انہوں نے بھی اس point کو دیکھا ہے۔ اور چار دن کا شاید ٹائم دیا ہے۔ تو properly یہ Monday تک انشاء اللہ resolve ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: Ok. Thank you جی آغا صاحب! ایسے میں نے تو روٹنگ دی تھی۔ لیکن آپکی خاطر۔

آغا سید لیاقت علی: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ چیف منسٹر صاحب میرے خیال میں چلے گئے ہیں۔ ایک الیکشن کمیشن نے پرسوں ایک آرڈر کیا تھا کہ آج کے بعد جتنی بھی اسامیاں لگیں گی انکو پُر نہ کیا جائے۔  
میڈم اسپیکر: اور اسکیمات بھی۔

آغا سید لیاقت علی: جی جی۔ تو اس سلسلے میں بگٹی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ اور چیف منسٹر صاحب تو شاید نماز پڑھنے گئے یا جدھر بھی گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے۔ ہماری شنید میں آئی ہے یہ آج کہ بعض ڈیپارٹمنٹس back date میں آرڈر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو میری بگٹی صاحب سے بھی یہی گزارش ہے اور گیلو صاحب سے بھی چیف منسٹر صاحب سے بھی اور باقی منسٹروں سے بھی ہے کہ خُدا را ایسا غلط کام جو الزام آپ previous گورنمنٹوں پر لگایا کرتے تھے۔ یا اُس پر کرتے تھے۔ یہ نہیں کریں جی۔  
میڈم اسپیکر: Ok جی۔

آغا سید لیاقت علی: previous date میں اچھی بات بھی نہیں ہے۔ اور یہ میں سنی سنائی بات نہیں بتا رہا ہوں۔ confirm بات ہے۔ کہ آج مجھے ایک ڈسٹرکٹ سے ادھر آنے سے پہلے ایک ٹیلیفون آیا۔ میں نے کہا میں لازمی یہ بات ہاؤس میں کہوں گا۔ بگٹی صاحب کے گوش گزار کروں گا۔ اور چیف منسٹر صاحب اور گیلو صاحب سے بھی کہوں گا۔ کہ سب پر نظر رکھیں۔ اور ہمیں یہ شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہیے کہ جی back date میں کلاس فور کا یا کلاس تھری کا یا جس کا بھی ہے آرڈر ہو گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی بگٹی صاحب۔ اس پر میں ایک اور بات بھی add کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے بھی اخبار میں پڑھا تھا۔ تو اس میں اسکیمات کے حوالے سے بھی بہت سے ممبرز کا جو ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ اور انہوں نے suggest کیئے ہیں۔ تو بڑا اُن کیلئے بھی ایک grievances ہیں۔ کہ first کے بعد انہوں نے پابندی لگا دی۔ حالانکہ کورٹ کے آرڈرز ہیں میرے خیال میں یہ ساری ہماری PSDP کورٹ ہی میں discuss ہو رہی تھی۔ اور بڑی لیٹ انہیں آرڈر ملا ہے ڈیپارٹمنٹ کو کہ اُس پر کام کریں۔ تو اس پر بھی آپ ذرا روشنی ڈالیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! یہ آغا صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں کہ ہمیں الیکشن کمیشن کی طرف سے اس طرح کا ایک نوٹیفکیشن آیا ہے۔ اور اُس پر بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ آغا صاحب! فرسٹ اپریل سے پہلے جو لوگ ٹیسٹ دے چکے ہیں جو لوگ انٹرویوز لے چکے ہیں۔ وہ تو اپنا process جاری رکھیں گے۔ لیکن appointment orders نہیں دیں گے۔ اُس پر اس کو نہیں روکا گیا۔ appointment orders دینے کو روکا گیا ہے

نمبر 1- اور نمبر 2 یہ ہے کہ یہ possible نہیں ہے۔ پھر بھی ہم اپنے تہیں اسکو چیک کریں گے۔ لیکن یہ possible نہیں ہے کہ جب انہوں نے کہہ دیا کہ فرسٹ اپریل کے بعد کوئی advertisement نہیں دی جائیگی۔ جب پوسٹیں advertise ہی نہیں ہونگی تو وہ پھر fill کس طرح ہوگی؟ ظاہر ہے کوئی دو نمبری کو روکا نہیں جاسکتا۔ ہمارے ہاں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں چالیس، پچاس نوکریاں اس طرح بغیر ایڈورٹائزمنٹ کے لگ گئے۔ کہ اب جا کر میں نے نکالے ہیں۔ Honorable Minister Health نے نکالے ہیں۔ اُس سے پہلے لگے ہوئے تھے۔ تو ہم انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ transparency کو برقرار رکھیں۔ اور جو الیکشن کمیشن کا نوٹیفکیشن آیا۔ اُس پر 100% اُسکے spirit کے مطابق عمل کریں۔ سیکنڈ یہ ہے کہ اسی بات سے میں آغا صاحب کو بتا دوں کہ فورسز کے حوالے سے ہم نے ایک پٹیشن میں نے دائر کیے ہیں کہ because ہم الیکشن میں جا رہے ہیں۔ اور الیکشن میں ہم اپنی فورسز کے بغیر الیکشن کا Law and order کو maintain نہیں کر سکتے۔ تو میں نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن کی ہے آج کہ پولیس اور لیویز کو اس نوٹیفکیشن سے مبرا کیا جائے۔ تاکہ یہ دونوں ڈیپارٹمنٹس جو ہے۔ notice issue ہو گئے ہیں۔ وہ ظاہر ہے Monday, Tuesday کو انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر آجائیگا۔ اور امید ہے کہ، اللہ کرے ہمارے حق میں آئے۔ تاکہ ہم فورسز کی بھرتی کو جاری رکھ سکیں۔ دوسرا جو پوائنٹ تھا شاید۔

میڈم اسپیکر: اسکیمات کی؟

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جی اسکیمات کے حوالے سے۔ اُس پر بھی جو انہوں نے لکھا ہے کہ فرسٹ اپریل سے پہلے جو اسکیمیں approved ہو گئی ہیں۔ اب approve اگر قانونی طور سے دیکھا جائے تو approve تو ہم اس اسمبلی سے کر چکے ہیں۔

میڈم اسپیکر: کر چکے ہیں اس کو۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: تو وہ I don't know کہ اُس میں کیا ہوگا۔۔۔ (مداخلت) جی اُس میں یہ تھا۔ جو مجھے سپرٹ پیچھے نظر آتی ہے۔ Because this is my idea, not my information۔ جو spirit نظر آتی ہے۔ اب جو کوئی اسکیم نئے سرے سے identify کریں۔ کوئی سڑک پکی کرنی ہو۔ It is a political اُسکو روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو پُرانی اسکیمیں جتنی بھی آئی ہیں۔ اُنکو روکنے کی بات نہیں کی گئی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں بگٹی صاحب! اس میں جو ہمارے اُس میں آیا ہے کہ بہت سی اسکیمیں اس لیے روک دی

گئی ہیں، میٹنگ کرنے سے کہ جی پُرانی اسکیمیں ہیں approved ہیں۔ سب کچھ ہے صرف یہ جو ہمارا matter چلا گیا تھا کورٹ میں، اُسکی وجہ سے delay ہو گئی ہے۔ تو وہ میٹنگ ہی نہیں کر رہے ہیں ”کہ جی کورٹ کا آرڈر ہے“ تو اس پر آپ کچھ کہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جی۔ میڈم! انکے بارے میں یہ کہتا ہوں۔ کچھ یہ لوگ بھی ظالم جو ہمارے left پر بیٹھے ہیں۔ خاص طور پر P&D ڈیپارٹمنٹ۔

میڈم اسپیکر: P&D ڈیپارٹمنٹ نہیں کر رہا ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: P&D department جب دیکھیں کہ انکا یہ reluctant attitude

سوائے ACS کے۔ on record میں یہ کہہ رہا ہوں۔ because کچھ دوستوں کو شاید ACS سے پرالہم بھی ہوگی۔ لیکن باقی P&D department میں there is a grouping زیارتوال صاحب بہت اچھی

طرح جانتے ہیں۔ Because we went to the court for many times together.

تو there is a grouping in P&D department. پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں کہیں کورٹ

سے کچھ آجائے یا اس طرح آجائے تو وہ فوراً کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ I don't know کوئی کیا ہے۔ انکا یہ

reluctant attitude کیوں ہے؟ تو ظاہر ہے منسٹر اور چیف منسٹر صاحب بتائیں گے۔ اور اس کو ہم ایڈریس

بھی کریں گے۔ یہ میں آپکو شورٹی دے رہا ہوں۔ کہ ہمارے جو چیف منسٹر صاحب سے آج discussion ہوئی

ہے۔ اُس میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ جو اسکیمیں پہلے سے approved ہیں اُن پر بالکل کوئی

compromise نہیں کریں گے۔ ہم کام کریں گے۔ ہاں نئے سرے سے اگر آج میں اسکیم جو collection

year ہے۔ میں کہہ دوں کہ یہ کلی کور وڈ دے دوں گا تو وہ مجھے ووٹ دے دیں گے۔ تو this is the spirit.

اور اسی spirit کے تحت ہم بھی اُسکو encourage کرتے ہیں کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ الیکشن کے قریب کسی کو

پولٹیکل pride دیں۔ کسی کی نالی بنا دیں۔ کسی کو کھمبالگا کے دیں۔ ہاں جو پہلے اسکیمیں approved ہیں۔ اُس

august ہاؤس نے اسکو approved کیا ہے۔ No body can challenge it.

میڈم اسپیکر: اس پر میں یہ رولنگ دیتی ہوں کہ آپ سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اور P&D

ڈیپارٹمنٹ کو باقاعدہ instructions دیں سی ایم صاحب کہ جو بھی ہمارے لوگوں کی grievances ہیں اس

حوالے سے، اسکو clear کیا جائے۔ اور پی اینڈ ڈی جتنی approved اسکیمیں ہیں۔ وہ فرسٹ کے جو بھی

اسمیں کنفیوژن آرہی ہے آپ اُنہیں clear کریں تاکہ وہ اُن چیزوں کو approved کر کے آگے پہنچائیں۔

ورنہ بڑا پکس ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور یہ حکومت کیلئے اچھی بات نہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: اور secondly میڈم! میں ایک پوائنٹ آپ کے توسط سے دوستوں کو

بتانا چاہتا ہوں۔ کہ We have decided, I had a meeting with the Advocate

General. اور ہم نے یہ decide کیئے ہیں کہ ہم اس نوٹیفکیشن کو چیلنج بھی کر رہے ہیں Court of Law

میں ہم اُسکو چیلنج کریں گے۔ اور ensure کریں گے کہ جو اسکیمیں approved ہیں۔ اُس پر کام ہو۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: بگٹی صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ میں اس وقت جو approved

اسکیمیں ہیں۔ جو ڈی پارٹمنٹ کر رہا ہے۔ اُنکو لیٹر لکھا گیا ہے کہ یہ نہیں کریں۔ یہ فلاں ڈی پارٹمنٹ کے پاس

چلا جائے۔ وہ بھی انہوں نے بند کیا ہے، الیکشن کمیشن نے کہ وہ اُسکو change نہیں کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی یہ

بالکل وہ ہے۔ میں اس لیے آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ ہمیں خدشات ہیں۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ جو آرڈر ادھر سے

ہوا ہے۔ اُسکو من وعن اسی طرح implement کیا جائے۔ جس طرح اُسکا وہ ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: خدشات جو ہیں ناں because وہ عمل ہے ناں، وہ کبھی کبھار مکافات عمل

سامنے آتا ہے۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب کا وقت اُنکو یاد آ رہا ہوگا۔

میڈم اسپیکر: ابھی اسکو conclude کر دیتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ یہ نہیں۔ میں سردار صاحب

آپکو موقع دیتی ہوں، اسی طرف گیلو صاحب کوئی بات کر لیں پھر آپکو موقع دیتی ہوں۔ آپ اسی بات پر بات

کر رہے ہیں؟

میر محمد عاصم کرد گیلو: جی ہاں بی بی۔ زیارتوال صاحب نے جو روڈ کی، جو سٹی تاہرنائی۔ جس دن میں نے

مینگننگ بلائی تھی۔ زیارتوال صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں زیارتوال صاحب۔ اس کی اسکیم کو

روکا گیا تھا۔ ابھی میں نے instructions دی ہے کہ اُس اسپڈ پر کام شروع کیا جائے۔ اُسکے فنڈز بھی پڑے

ہیں۔ پی ایس ڈی پی میں reflect بھی ہے۔ دوسرا صاحب یہ جو آغا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسکی رول

کو change کرنا۔ آغا صاحب، ڈاکٹر صاحب خود گواہ ہیں، کچھلی دفعہ کا بینہ میں آئے تھے، ہم لوگوں نے وہیں

پر بھی reject کیا ہے۔ جو اسکیمیں reflect ہیں، اُس پر کام ہوگا۔

میڈم اسپیکر: جی۔ thank you۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیران: شکر یہ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے یہ الیکشن کمیشن کا ایک لیٹر آیا ہے۔ دو topic

ہیں اُس پر۔ ایک بھرتیاں ہیں اور دوسرا ڈویلپمنٹ اسکیمیں ہیں۔ میڈم اسپیکر! اُس میں دولائن کا اسکا میرے پاس نوٹیفکیشن اُسکا پورا ہے۔ میں نے پڑھا ہے۔

میڈم اسپیکر: بگٹی صاحب! اسمبلی میں موبائل use کرنا منع ہے۔ یہ بڑی important ہے۔ آپ کی help ہوگی اس سے۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میڈم اسپیکر! اس میں اگر کورٹ میں جائیں گے۔ litigation ہو جائیگی۔ ایک مسئلہ بنے گا۔ اُس میں واضح طور پر یہ ہے کہ الیکشن bribe اس کو سیاسی رشوت کہتے ہیں۔ وہ پہلی اپریل سے اُن پر ڈویلپمنٹ کی سائیڈ پر انہوں نے اس پر پابندی لگا دی ہے۔ وہ ہوتا کیا ہے کہ اب جو مثال کے طور پر میں جاتا ہوں اپنے حلقے میں۔ میں جا کر ”جی آپ لوگ مجھے ووٹ دیں، یہ روڈ میں دوں گا“۔ اس چیز پر پابندی لگائی ہے۔ ہمارا بجٹ پچھلے جون میں پورا ایوان جانتا ہے۔ اور اس پر میرے خیال کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ اس august ہاؤس نے منظور کیا ہے۔ approved ہے۔ باقی اُسکی جو codel formalities ہیں وہ پوری ہو رہی ہیں۔ ٹینڈر میں جانا۔ اُسکا PC-1۔ نوک پلک جو بھی اُسکی ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اسکو کوئی بھی چیلنج نہ کرے۔ بلکہ ایک اسٹینڈنگ آرڈر سی ایم صاحب کی طرف سے آجائے۔ اگر اُس پر پھر الیکشن کمیشن آف پاکستان کوئی ایکشن لیتا ہے۔ اُسکو پھر ہم کورٹ میں face کریں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسکو بالکل نہ چھیڑا جائے۔ ہاں جہاں تک بھرتیوں کا سوال ہے بھرتیوں کا جو process ہو چکا ہے۔ وہ نہ کریں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آنے والا جو ہوگا وہ کر لیں گے۔ جدھر اتنے چار سال اور دس مہینے نہیں ہوئے، دو مہینے خیر ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن جو پہلی سے پہلے، پہلی اپریل سے پہلے process ہو چکے ہیں۔ اُنکو باضابطہ آرڈر ملنے چاہئیں۔ لوگ بے روزگار ہیں لوگ روڈوں پر بیٹھے ہیں۔ NTS والے بیٹھے ہیں۔ کوئی بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن والے بیٹھے ہیں کوئی ڈاکٹر ہیں۔ مطلب پبلک سروس کمیشن کو جو پوسٹیں جارہی ہیں۔ میری گزارش ہے ٹریڈری پنچر سے کہ وہ immediately اُنکو release کریں۔ اور وہ ایک میٹنگ کر لیں چیئرمین پبلک سروس کمیشن سے۔ میں اُسکو مبارکباد دیتا ہوں کہ اُسکی جو کارکردگی کو دیکھ کر صوبائی حکومت اور گورنر صاحب نے اُسکو دو سال کی extension دیدی ہے۔ وہ اس قابل ہیں وہ بہت honest ہیں۔ میرے تو اُستاد ہیں میں اُنکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ تو گزارش یہ ہے میری پورے ایوان سے گزارش ہے کہ ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں کورٹ میں کوئی بھی نہ جائے۔

میڈم اسپیکر: آپکا پوائنٹ آگیا۔

سردار عبدالرحمن کھیران: کورٹ کی litigation بن جائیگی۔ یہ جو چل رہی ہے اسکیمیں یہ تباہ

ہو جائیں گی۔ thank you very much۔

میڈم اسپیکر: پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ کو آپ directions دے سکتے ہیں۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 16 اپریل 2018 بوقت شام 4:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 05 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆